اہل سنت کا نشان
ماہنامہ بقیع کراچی
DECEMBER 2009
مفت سلسلہ اشاعت نمبر 188
Regd. # SC-1177

موت کے مناظر

آئینۂ عبرت

تصنیف

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

جمعیّت اِشاعت اہلِسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

موت کے مناظر

آئینۂ عبرت

تصنیف

حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب : آئینہ عبرت

تصنیف : حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

سن اشاعت : ذوالحجہ 1430ھ۔ دسمبر 2009ء

تعدادِ اشاعت : 3500

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 2439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

پیش لفظ

کتاب ہٰذا آئینہ عبرت جو کہ حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی صاحب کی تالیف کردہ ہے اس میں موت سے متعلق بزرگان دین کے اقوال اور چند اہم موضوعات کے تحت واقعات کو تحریر میں لایا گیا ہے، جس کو پڑھ کر موت سے قبل موت کی تیاری اور دنیا و آخرت کو سنوارا جاسکتا ہے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان مذکورہ رسالہ کو مسلمانوں کی اصلاح کے پیش نظر اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 188 ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل ہم سب کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص و عوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

حکیم سید محمد طاہر نعیمی مرادآبادی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

سبب تالیف

شعبان ۱۴۰۵ھ کو دار العلوم تنویر الاسلام امرڈوبھا ضلع بستی کے سالانہ اجلاس میں دستار بندی و ختم بخاری شریف کے لیے جب میں حاضر ہوا تو عین اس وقت جبکہ دار العلوم کی مسجد "تنویر المساجد" کے سنگِ بنیاد کی تقریب ہو رہی تھی بالکل ناگہاں حضرت غازی ملت مولانا سید محمد ہاشمی صاحب کچھوچھوی مدظلہ العالی مجھ سے پوچھ بیٹھے کہ آپ کی تصانیف کی تعداد کتنی ہو چکی؟ میں نے عرض کیا کہ چوبیسوں تالیف "سامانِ آخرت" مکمل کر چکا ہوں کہ سن کر حضرت موصوف الصدر نے مسکراتے ہوتے فرمایا کہ ایک کتاب خواہ چھوٹی ہی سہی اور بھی جلد لکھ دیجئے۔ تاکہ پچیس ہو جائے چوبیس کا عدد ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔ ان دنوں میری پشت میں کاربنکل پھوڑا نکلا ہوا تھا جس کی تکلیف رمضان شریف میں بھی رہی۔ لیکن مولانا العزیز کی فرمائش کا مجھے برابر خیال لگا رہا۔ چنانچہ شوال میں جب میں براؤن شریف حاضر ہو گیا۔ تو اس کتاب کی تدوین شروع کر دی۔ جو بحمدہٖ تعالیٰ تقریباً تین ماہ میں مکمل ہو گئی۔

اس کتاب میں مندرجہ ذیل دس عنوانوں پر چند معتبر کتابوں کے حوالوں کو میں نے درج کر دیا ہے۔ جو بہت ہی اثر انگیز و عبرت خیز ہیں۔

(۱) بوقت وفات کس نے کیا کہا؟ (۲) جنازہ یا قبر کو دیکھ کر کس نے کیا کہا؟

(۳) اولاد کی موت پر کس نے کیا کہا؟ (۴) اموات کے لیے کس نے کیا خواب دیکھا؟

(۵) غلبۂ خوفِ الٰہی میں کس نے کیا کہا؟ (۶) قبر آدمیوں سے کیا کہتی ہے؟
(۷) قبر میں عذاب کس کس طرح ہوگا؟ (۸) اموات کو سلام و ثواب کس طرح پہنچتا ہے؟
(۹) حسابِ خداوندی کا کیا منظر ہوگا؟ (۱۰) جہنم و جنت میں داخلہ کیوں کر ہوگا؟

یہ کتاب گو بہت مختصر ہے لیکن بحمدہٖ تعالیٰ امید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی دل گداز، نہایت ہی نصیحت آموز اور بے حد عبرت انگیز ہوگی۔ اس لیے اس مجموعے کو بعونہٖ تعالیٰ۔ آئینۂ عبرت۔۔ کے نام سے ناظرین کرام کی خدمت میں نذر کرتا ہوں۔ اور دعا گو کہ خداوند قدوس اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل میں اس کتاب کو دونوں جہان کی کرامتوں سے شرف اندوز فرمائے۔ اور مجھ گنہگار اور میرے والدین و اعزہ و احباب نیز مریدین و متعلقین کے لیے اساتذہ کرام مشائخ عظام کی برکتوں سے ذخیرہ آخرت وسیلہ مغفرت بنائے۔ آمین برحمتہ وھو ارحم الرحمین وما ذالک علی اللہِ بعزیز۔ وھو حسبی ونعم الوکیل وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و اٰلہ واصحابہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلیٰ یَومِ الدِّیْنِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

عبد المصطفیٰ الاعظمی عفی عنہ
ساکن گھوسی۔ ضلع اعظم گڈھ

براؤن شریف
یکم محرم ۱۴۰۶ھ

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

(۱)

بوقت وفات کس نے کیا کہا؟

موت کے وقت انسان کے آخری کلمات کا بڑا وقار و اعتبار ہوا کرتا ہے کیونکہ دنیا سے جاتے ہوئے آدمی کا آخری کلام اس کے خیالات و اعتقادات بلکہ عمل و کردار کا بڑی حد تک آئینہ دار ہوا کرتا ہے۔ اور سامعین کے لیے بھی اس کلام میں بڑی بڑی عبرتوں کا نشان، اور طرح طرح کی نصیحتوں کا سامان ہوا کرتا ہے۔ اس لیے ہم یہاں چند ناموروں کے آخری کلام کا تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ کیا بول کر دنیا سے گئے۔ اور پھر اس کے بعد کبھی ان کی بولی نہیں سنی گئی۔ تاکہ ناظرین اس سے عبرت و نصیحت حاصل کریں۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری وفات میں آپ پر بار بار غشی کا دورہ پڑتا تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبان سے شدت غم میں یہ لفظ نکل گیا کہ وَاکَرْبَ اَبَاہُ ہائے رے میرے باپ کی بے چینی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔ اے بیٹی! آج کے بعد تمہارا باپ پھر کبھی بے چین نہیں ہوگا۔ (بخاری ج ۲ ص ۶۴۱ باب مرض النبی صلی اللہ تعالیٰ وسلم)

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اور آپ کا سر مبارک میرے سینے

اور حلق کے درمیان تھا۔ اور بار بار آپ یہ پڑھتے رہے کہ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ۔ یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر خدا کا انعام ہے۔ اور کبھی یہ فرماتے کہ اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی خداوندا! بڑے رفیق میں۔ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے اور فرماتے تھے کہ بے شک موت کے لیے سختیاں ہیں (بخاری ج ۲ ص۶۴۰)

وفات اقدس سے تھوڑی دیر پہلے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تازہ مسواک ہاتھ میں لیے ہوئے حاضر ہوئے حضور نے ان کی طرف نظر جما کر دیکھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سمجھا کہ مسواک کی خواہش ہے۔ انہوں نے فوراً ہی مسواک لے کر دانتوں سے نرم کی اور دست اقدس میں دے دی۔ اور آپ نے مسواک فرمائی۔ سہ پہر کا وقت تھا کہ سینہ اقدس میں سانس کی گھرگھراہٹ محسوس ہونے لگی۔ اتنے میں آپ کے مقدس ہونٹ ہلے تو لوگوں نے یہ الفاظ سنے کہ اَلصَّلٰوۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ نماز اور لونڈی غلاموں کا خیال رکھو (مشکوٰۃ ج ۲ ص۲۹۱) پاس میں پانی کا ایک طشت تھا۔ اس میں بار بار ہاتھ ڈالتے اور چہرہ انور پر ملتے۔ اور کلمہ پڑھتے۔ اور چادر مبارک کو کبھی منہ پر ڈالتے کبھی ہٹا لیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے سر اقدس کو اپنے سینے سے لگائے بیٹھی ہوئی تھیں کہ اتنے میں آپ نے اپنا مقدس ہاتھ اٹھا کر تین مرتبہ یہ فرمایا کہ۔

بَلِ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی (اب کوئی نہیں) بلکہ وہ بڑا رفیق چاہیئے۔

یہی الفاظ زبان اقدس پر تھے کہ ناگہاں مقدس ہاتھ لٹک گئے اور آنکھیں چھت کی طرف دیکھتے ہوئے کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اور آپ کی روح اقدس عالم قدس میں پہنچ گئی اور آخری لفظ جو زبان قدس سے ادا ہوا وہ یہی تھا۔ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی (بخاری ج ۲ ص۶۴۱)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

۲. حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرض وفات کے آخری دن بے ہوش ہو گئے۔ تو میں نے روتے ہوئے کہا کہ ہائے، میرے باپ پر عجیب سخت مرض کا حملہ ہو گیا۔ میرے یہ الفاظ سن کر آپ ہوش میں آ گئے۔ اور مجھ سے فرمایا کہ اے بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی تھی؟ میں نے کہا کہ دوشنبہ کے دن پوچھا آج کون سا دن ہے؟ میں نے کہا کہ دوشنبہ ہے۔ تو فرمایا کہ میری موت آج ہی دن رات کے درمیان ہو گی۔ پھر فرمایا کہ بیٹی! میرے بدن پر بیماری کی حالت میں جو کپڑا رہا ہے۔ اس میں زعفران کے کچھ داغ دھبے ہیں۔ اس کو دھو لینا اور دوسرے دو کپڑے اور ملا کر انہیں تین کپڑوں کو میرا کفن بنانا تو میں نے کہا یہ تو پرانا کپڑا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ نیا کپڑا تو زندوں کا حق ہے۔ کفن تو مردہ کے گلنے، سڑنے اور پیپ کے لیے ہے۔ آپ نے وصیت فرمائی کہ میری بیوی اسماء بنت عمیس مجھ کو غسل دیں۔ اور میرے فرزند عبدالرحمٰن غسل دینے میں میری بیوی کی مدد کریں۔ مجھے یہ منظور نہیں ہے کہ ان دو کے سوا کوئی تیسرا میرے ننگے بدن کو دیکھے۔

(ازالۃ الخفاء ج ۲ ص۲۲)

پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا۔ لوگوں نے کہا کہ اے امیرالمومنین! آپ نے اتنے سخت مزاج آدمی کو خلیفہ بنا دیا۔ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں خداوند تعالیٰ سے یہی کہہ دوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر ایک بہترین شخص کو خلیفہ بنا دیا۔ پھر آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سامنے بلا کر کچھ وصیتیں اور نصیحتیں فرمائیں۔ پھر اس کے بعد فوراً ہی آپ کی وفات ہو گئی بوقت وفات آپ اس آیت کو تلاوت فرما رہے تھے کہ۔

وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ط اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ

ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ۝ وہی ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔

(پارہ ۲۶۔ سورہ قٓ آیت ۱۹)

آپ کی وفات ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ منگل کی رات میں بمقام مدینہ منورہ ہوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور روضہ منورہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں آپ مدفون ہوئے۔ بوقت وفات آپ کی عمر شریف ترسٹھ سال تھی۔ (تاریخ الخلفاء ص۶)

جب لوگ آپ کا مقدس جنازہ لے کر حجرۂ منورہ کے پاس پہنچے لوگوں نے عرض کیا کہ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا اَبُوْبَكْرٍ یہ عرض کرتے ہی حجرہ مقدسہ کا بند دروازہ ایک دم خود بخود کھل گیا۔ اور تمام حاضرین نے قبر انور سے یہ غیبی آواز سنی کہ اَدْخِلُوا الْحَبِيْبَ اِلَى الْحَبِيْبِ یعنی حبیب کو حبیب کے دربار میں داخل کردو۔ (تفسیر کبیر ج ۵ ص۴۷۸)

۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر پڑھانے کے لیے مصلے پر کھڑے ہوئے اور تکبیر تحریمہ کہی کہ بالکل اچانک فیروز ابو لولو مجوسی جو آپ سے بغض رکھتا تھا صف سے نکل کر آپ کے شکم میں خنجر مارا۔ اور بھاگتے ہوئے تیرہ ۱۳ دوسرے نمازیوں کو بھی خنجر مار دیا۔ جن میں سے ۹ آدمی شہید ہو گئے۔ ایک نمازی نے ابو لولو مجوسی کو پکڑ لیا تو اس نے اپنے کو بھی خنجر مار کر خودکشی کر لی۔ پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصلیٰ پر جا کر مختصر طور پر نماز پڑھائی۔ زخمی ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت فرمایا کہ میرا قاتل کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ ابو لولو مجوسی۔ تو آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَجْعَلْ مَنِيَّتِىْ بِيَدِ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ۔ خدا کے لیے حمد ہے کہ اس نے میری موت کسی مرد مسلمان کے ہاتھ سے نہیں بنائی

پھر لوگ آپ کو اٹھا کر مکان پر لائے اور آپ کو کھجور کا شربت پلایا گیا تو وہ شکم

سے باہر نکل پڑا۔ پھر دودھ پلایا گیا تو وہ بھی شکم کے راستہ باہر نکل آیا۔ پھر طبیب نے کہہ دیا کہ امیر المومنین! اب آپ وصیت کر دیں۔ کیونکہ اب آپ کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ مکان آدمیوں سے بھرا ہوا تھا اور لوگ آپ کی مدح و ثنا کر رہے تھے۔ آپ نے سنکر فرمایا کہ میری تو یہی تمنا ہے کہ میرا دور خلافت برابر سرابر ہو جائے۔ نہ اسکا بدلے مجھے کوئی ثواب ملے۔ نہ کوئی مواخذہ ہو پھر آپ نے اپنے فرزند حضرت عبداللہ بن عمر کو پاس بٹھا کر اپنے قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں ہدایتیں فرمائیں۔ اور ان کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس روضہ منورہ میں دفن ہونے کی اجازت لینے کے لیے بھیجا۔ جب حضرت عبداللہ حضرت بی بی عائشہ کے پاس پہنچے تو وہ رو رہی تھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ روضہ منورہ کے اندر ایک قبر کی جگہ ہے جس کو میں نے اپنے لیے رکھا تھا۔ مگر آج میں حضرت عمر کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ جب حضرت عبداللہ نے واپس ہو کر اجازت کی خوشخبری سنائی تو امیر المومنین نے خوش ہو کر فرمایا کہ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ شَيْءٌ اَهَمَّ مِنْ ذٰلِكَ۔ خدا کے لیے حمد ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی دوسری چیز میرے لیے اہم نہ تھی۔

پھر آپ نے فرمایا کہ میرے انتقال کے بعد میرا جنازہ لے کر تم لوگ پھر حضرت بی بی عائشہ سے دوبارہ اجازت طلب کرنا۔ اگر وہ اجازت دیں تو مجھے روضۂ منورہ میں دفن کرنا ورنہ تم لوگ مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں مدفون کر دینا۔

اس کے بعد لوگوں نے اصرار کیا کہ اے امیر المومنین! آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کام کے لیے ان چھ آدمیوں سے بہتر کسی کو نہیں سمجھتا جن سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راضی ہو کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ اور وہ چھ آدمی یہ ہیں۔ (۱) حضرت علی (۲) حضرت عثمان (۳) حضرت زبیر (۴) حضرت طلحہ (۵) حضرت سعد بن ابی وقاص (۶) حضرت عبدالرحمن بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) ان میں سے اس کو جس پر

مسلمانوں کا اتفاق ہو جائے خلیفہ بنا لیا جائے۔ خلیفہ بنائے جانے کے وقت میرا بیٹا عبداللہ بھی حاضر رہے گا۔ مگر خلافت کے معاملہ میں اس کا کوئی حصہ اور عمل دخل نہ ہوگا۔ پھر آپ نے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لیے یہ وصیت فرمائی کہ وہ مہاجرین اولین کے اعزاز و اکرام کا خاص طور پر خیال و لحاظ رکھے اور انصار کے ساتھ نیک سلوک اور اچھا برتاؤ کرتا رہے۔ اور شہریوں کے ساتھ بھلائی اور دیہاتیوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرے۔ اور ذمیوں کا خاص طریقے سے خیال رکھے۔ اور ان سب لوگوں کے بارے کچھ تعریفی کلمات بھی فرمائے۔ پھر فوراً ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ بوقت وفات آپ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ آپ نے ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ھ چہارشنبہ کو زخمی ہو کر تین دن بعد دس برس چھ ماہ چار دن خلیفہ رہ کر ۲۹۔ ذوالحجہ کو وفات پائی۔ اور یکم محرم کو مدفون ہوئے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۰۶ و ازالۃ الخفاء ج ۲ ص ۱۹۱ و ص ۲۰ و بخاری ج ۱ ص ۵۲۴ وغیرہ)

۴۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب مصر کے باغیوں نے مکان کے پیچھے سے مکان کے اندر داخل ہو کر رات کو تلاوت کرتے ہوئے آپ کو شہید کر دیا۔ تو حضرت ضبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ دیکھا کہ خون کی دھار آپ کی مقدس داڑھی پر بہہ رہی ہے۔ اور آپ یہ پڑھ رہے ہیں کہ۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَعْدِیْكَ عَلَیْهِمْ وَ اَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی جَمِیْعِ اُمُوْرِیْ وَ اَسْئَلُكَ الصَّبْرَ عَلٰی مَا	اے اللہ! کوئی معبود نہیں مگر تو ہی تو پاک ہے بیشک میں گنہگاروں میں سے ہوں۔ اے اللہ! میں ان لوگوں کے مقابلہ میں تیرے انتقام کا طلبگار ہوں اور اپنے تمام معاملات میں تیری مدد کا خواستگار ہوں اور جس بلا میں تو نے

اِبْتَلَیْتَنِیْ ۔ مجھے مبتلا فرمادیا ہے اس پر صبر کا میں تجھی سے سوال کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ کی مقدس روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ اور آپ مسلمانوں کی قبرستان جَنَّۃُ الْبَقِیْع میں مدفون ہوئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر شریف اسی یا بیاسی برس کی تھی۔ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن آپ کی شہادت ہوئی۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۲ و احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۷۰)

۵۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب عبدالرحمن بن ملجم خارجی نے آپ کے سر مبارک پر تلوار ماری اور آپ کی مقدس پیشانی اور چہرۂ انور پر شدید زخم لگا۔ تو آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے کہ۔

فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ ۔ کعبہ کے رب کی قسم! میں تو کامیاب ہوگیا۔

حضرت محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ آپ نے اپنے صاحبزادوں کو جمع کر کے کچھ وصیتیں فرمائیں۔ پھر اس کے بعد لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے سوا کوئی دوسرا لفظ آپ کی زبان مبارک سے نہیں نکلا۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے آپ کی روح اقدس عالم قدس کو روانہ ہوگئی (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ)

بوقت شہادت آپ کی عمر شریف ترسٹھ ۶۳ سال کی تھی۔ آپ کے صاحبزادگان نے آپ کو غسل دیا اور بڑے صاحبزادہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ۱۷ رمضان ۴۰ھ جمعہ کے رات میں آپ زخمی ہوئے اور دو دن زندہ رہ کر جام شہادت سے سیراب ہوگئے۔ اور بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ ۱۹ رمضان جمعہ کی رات میں آپ زخمی ہوئے اور ۲۱ رمضان شب یک شنبہ میں آپ کی وفات ہوئی وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص ۶۰۳ و احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۷۰ و تاریخ الخلفاء وغیرہ)

۶۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے بوقت جانکنی بہت بے صبری و بے قراری ظاہر ہوئی۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بھائی جان! آپ اس قدر گھبرا کیوں رہے ہیں؟ آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و حضرت علی و حضرت فاطمہ و حضرت خدیجہ و حضرت حمزہ و حضرت جعفر وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بہت جلد ملاقات کرنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ،

"اے میرے بھائی! میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے ایک ایسے امر میں داخل ہو رہا ہوں کہ میں کبھی اس میں داخل نہیں ہوا تھا۔ اور میں اس وقت اللہ تعالیٰ کی ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں کہ ان کے مثل کو کبھی میں نے دیکھا نہیں تھا"

یہ الفاظ زبانِ مبارک سے نکلے۔ اور ۵ ربیع الاوّل ۴۹ھ کو آپ نے وفات پائی (تاریخ الخلفاء للسیوطی صہ ۱۳۱)

۷۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کربلا میں اپنی شہادت سے تھوڑی دیر پہلے اپنے اصحاب کے مجمع میں ایک خطبہ پڑھا۔ جس میں حمد و صلوٰۃ کے بعد آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ۔

قَدْ نَزَلَ مِنَ الْاَمْرِ مَا تَرَوْنَ	یقیناً مجھ پر وہ معاملہ اتر پڑا ہے۔ جس کو تم لوگ دیکھ رہے ہو۔ بلاشبہ دنیا بدل گئی اور
وَاِنَّ الدُّنْیَا قَدْ تَغَیَّرَتْ	
وَتَنَکَّرَتْ وَاَدْبَرَ مَعْرُوْفُهَا	اجنبی ہو گئی۔ دنیا کی شرعی باتوں نے پیٹھ پھیر لی
وَانْشَمَرَتْ حَتّٰی لَمْ یَبْقَ مِنْهَا	اور دنیا کپڑے سمیٹ کر بھاگ نکلی۔ اور دنیا
اِلَّا کَصُبَابَةِ الْاِنَاءِ خَسِیْسُ	نہیں باقی رہ گئی مگر اتنی ہی جیسے کہ برتن میں تھوڑا سا بچا ہوا پانی۔ بس میری زندگی کا سازو
مِنْ عَیْشٍ کَالْمَرْعَی الْوَبِیْلِ	سامان مضر چراگاہ جیسا رہ گیا ہے کیا تم لوگ
اَلَا تَرَوْنَ الْحَقَّ لَا یُعْمَلُ بِهٖ وَالْبَاطِلِ	دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور
لَا یُتَنَاهٰی عَنْهُ لِیَرْغَبَ الْمُؤْمِنُ فِیْ	باطل سے باز نہیں آرہے ہیں لہٰذا اب ہر مومن

لِقَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِنِّی لَا اَرٰی الْمَوْتَ اِلَّا سَعَادَۃً وَالْحَیٰوۃَ مَعَ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا جَرَمًا۔

کو خدا سے ملاقات کی رغبت ہونی چاہیے اور میں تو موت کو بہت بڑی سعادت، اور ظالموں کے ساتھ زندگی گزارنے کو بہت بڑا جرم سمجھتا ہوں

اس خطبہ کے بعد فوراً ہی آپ کی شہادت ہو گئی۔ اور آپ نے کلمۃ الحق کا اعلان کرتے ہوئے ۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں جام شہادت نوش فرمالیا (احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۰۸)

۸۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رجب ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقوہ کی بیماری میں وفات کے قریب ہو گئے تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ تو لوگوں نے مسند کے سہارے آپ کو بٹھایا۔ اور آپ دیر تک سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھتے رہے۔ اور زار زار روتے رہے۔ پھر یہ دعا مانگی

یَا رَبِّ ارْحَمِ الشَّیْخَ الْعَاصِیَ ذَا الْقَلْبِ الْقَاسِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اَقِلِ الْعَثْرَۃَ وَاغْفِرِ الزَّلَّۃَ وَعُدْ بِحِلْمِکَ عَلٰی مَنْ لَمْ یَرْجُ غَیْرَکَ وَلَمْ یَثِقْ بِاَحَدٍ سِوَاکَ

اے میرے رب! گناہگار اور سخت دل بوڑھے پر رحم فرما۔ گناہوں کو معاف فرمادے اور لغزشوں کو بخش دے۔ اپنے حلم کے ساتھ اس شخص سے برتاؤ فرما جس نے تیرے سوا کسی سے کوئی امید نہیں رکھی۔ نہ تیرے سوا کسی دوسرے پر کوئی بھروسہ کیا۔

پھر فرمایا کہ مجھے غسل دینے کے بعد شاہی خزانہ سے وہ رومال نکالنا جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک ملبوس اور آپ کے مقدس بالوں اور ناخنوں کا تراشہ محفوظ ہے ان مقدس بالوں اور ناخنوں کو میری آنکھوں، میرے منہ، اور ناک اور کانوں میں رکھ دینا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک لباس میرے بدن پر کفن کے نیچے رکھ دینا اور پھر مجھ کو قبر میں لٹا کر مجھے ارحم الراحمین کے سپرد کر دینا۔

محمد بن عقبہ کا بیان ہے۔ کہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وقت وفات

آپہنچا، تو آپ نے بڑی حسرت کے ساتھ یہ فرمایا کہ۔

یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ رَجُلًا مِّنْ قُرَیْشٍ بِذِیْ طُوًی وَّ اَنِّیْ لَمْ اَلِ مِنْ هٰذَا الْاَمْرِ شَیْئًا۔

اے کاش میں قریش کا ایک مرد ہوتا جو مقام "ذی طُوی" میں رہ جاتا۔ اور سلطنت کے معاملہ میں کسی چیز کا میں والی نہ بنا ہوتا۔

اس کے بعد آپ کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ وفات کے وقت آپکا فرزند "یزید" دمشق میں موجود نہیں تھا۔ اس لیے ضحاک بن قیس نے آپ کے کفن دفن کا انتظام کیا اور اسی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (اکمال ص۶۱۷ و احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۶ و اسد الغابہ ج ۴ ص ۳۸۵ تا ص ۳۸۷)

۹۔ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت مُعاذ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مرض الموت میں سخت علیل ہوئے تو یہ دعا بار بار مانگنے لگے کہ۔

اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ میں دنیا اور لمبی عمر سے اس لیے محبت نہیں کرتا تھا کہ بہت زیادہ نہریں بنواؤں۔ اور بہت سے باغ لگاؤں بلکہ میں تو اس لیے لمبی عمر کا طلبگار تھا کہ میں (روزہ رکھ کر) سخت پیاس کی مشقت برداشت کروں۔ اور مصیبت جھیلتا رہوں۔ اور ذکر کے حلقوں میں علماء کی مجلسوں کے اندر مجموں میں بیٹھا کروں۔

پھر جب ان پر جانکنی کا عالم طاری ہوا۔ اور نزع کے عالم میں ان پر شدید کرب و بے چینی نمودار ہوئی۔ تو ان کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ۔

رَبِّ مَا اَخْنَقْتَنِیْ خَنْقَتَكَ فَوَعِزَّتِكَ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّ قَلْبِیْ یُحِبُّكَ۔

اے میرے رب! تیری طرح تو کسی نے بھی میرا گلا نہیں گھونٹا تھا۔ لیکن میں تیری عزت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تجھے خوب معلوم ہے کہ میرا دل تجھ سے محبت رکھتا ہے۔

زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ اور آپ کی مقدس روح عالم بالا میں پہنچ گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۰۹)

۱۰۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب حضرت بلال صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مرض وفات میں جانکنی کا عالم طاری ہوا تو ان کی بیوی نے بے قرار ہو کر یہ کہا کہ "واحرباہ" ہائے رے میری مصیبت! تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور تڑپ کر فرمایا کہ "واطرباہ" واہ رے میری خوشی! آخری کلمات جو آپ کی زبان مبارک سے نکلے یہ تھے۔ اور پھر فوراً ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

غَدًا نَلْقَى الْاَحِبَّهْ مُحَمَّدًا وَصَحْبَهْ

کل ہم تمام دوستوں یعنی حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ سے ملاقات کریں گے۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۰۹)

۱۱۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ایک مشہور بزرگ مرتبہ صحابی ہیں اپنی وفات کے وقت رونے لگے۔ تو لوگوں نے اس رونے کا سبب پوچھا کہ کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ تو فرمایا کہ۔

ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیے تم لوگ بس اتنا ہی سامان اپنے پاس رکھنا۔ جتنا کہ ایک سوار مسافر اپنے ساتھ توشہ رکھتا ہے۔ مگر ہم نے آپ کی وصیت پر عمل نہیں کیا۔ اور اس سے زیادہ سامان رکھ لیا۔ اسی پر افسوس کر کے رو رہا ہوں۔

یہ فرمایا اور زار زار روتے ہوئے ان کی وفات ہو گئی۔ وفات کے بعد لوگوں نے ان کے کل سامان کا جائزہ لیا تو ان کے کل ترکہ کی قیمت دس یا پندرہ درہم ہوئی (احیاء العلوم ج ۴، ص ۲۰۹)

۱۲۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بڑے جانثار انصاری صحابی ہیں
آپ جنگ خندق میں زخمی ہو گئے تھے

اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے مسجد نبوی میں ایک خیمہ گاڑا اور ان کا علاج شروع کیا خود اپنے دست مبارک سے دو مرتبہ ان کے زخم کو داغا۔ یہاں تک کہ ان کا زخم بھرنے لگا۔ لیکن انہوں نے شوقِ شہادت میں خداوند تعالیٰ سے یہ دعا مانگی کہ۔

یا اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے کسی قوم سے جنگ کرنے کی اتنی تمنا نہیں ہے جتنی کفارِ قریش سے لڑنے کی تمنا ہے۔ جنہوں نے تیرے رسول کو جھٹلایا۔ اور ان کو وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا تو یہی خیال ہے کہ اب تو نے ہمارے اور کفارِ قریش کے درمیان جنگ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ لیکن اگر ابھی کفارِ قریش سے کوئی جنگ باقی رہ گئی ہو جب تو مجھے زندہ رکھ۔ تاکہ میں تیری راہ میں ان کافروں سے جنگ کروں۔ اور اگر اب ان لوگوں سے کوئی جنگ باقی نہ رہ گئی ہو تو تو میرے اس زخم کو پھاڑ دے اور اسی زخم میں تو مجھے شہادت کی موت عطا فرما دے۔

خدا کی شان کہ آپ کی دعا ختم ہوتے ہی بالکل اچانک آپ کا زخم پھٹ گیا۔ اور خون بہنے لگا۔ (بخاری ج ۲ ص ۵۹۱ باب مرجع النبی من الاحزاب)

عین وفات کے وقت ان کے سرہانے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف فرما تھے جانکنی کے عالم میں انہوں نے آخری بار جمالِ نبوت کا دیدار کیا۔ اور نہایت جوشِ محبت اور جذبۂ عقیدت سے والہانہ انداز میں یہ کہا کہ۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اے اللہ کے رسول! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ نے تبلیغ رسالت کا حق پورا پورا ادا فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۱۸۱)

اس کے بعد فوراً ہی آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ کا سالِ وفات ۵۴ھ ہے بوقت وفات آپ کی عمر شریف ۷۲ برس کی تھی (اکمال ص۵۹۹ و اسد الغابہ ج ۲ ص۲۹۸)

۱۳۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ صحابی ہیں۔ ان پر خوف الٰہی کا اتنا غلبہ تھا کہ یہ قرآن مجید سننے کی تاب نہیں لاتے تھے۔ کسی آیت کو سنتے تو ان کی چیخ نکل جاتی تھی۔ اور کئی کئی دنوں تک بے ہوش ہو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قبیلہ خثعم کا ایک قاری آیا اور ان کے سامنے یہ آیت پڑھ دی کہ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ إِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ۞ وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ إِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۞ یعنی اس دن کو یاد کرو۔ جبکہ ہم متقیوں کو مہمان بنا کر رحمٰن کے دربار میں جمع کریں گے۔ اور مجرموں کو ہانک کر جہنم میں پیاسا لے جائیں گے۔ تو اس آیت کو سنکر آپ نے کہا کہ اس آیت کو پھر پڑھ چنانچہ قاری نے دوبارہ اس آیت کو پڑھا تو آپ نے ایک زوردار چیخ ماری۔ اور فوراً ہی آپ کی روح اقدس عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص۱۶۰)

۱۴۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بہت ہی مشہور ہوش مند اور نہایت ہی عقل مند صحابی ہیں انہوں نے مصر کو فاروق اعظم کے دورِ خلافت میں فتح کیا۔ اور برسوں وہاں کے گورنر رہے انکی دانائی اور بہادری کے واقعات سے تاریخ کے صفحات بھرے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت بے قرار ہو کر اپنے بیٹوں کے صندوقوں کی طرف حقارت کے ساتھ دیکھا جو اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیں۔ اور فرمایا کہ۔

"کون ہے جو ان صندوقوں کو لے گا؟ کاش ان صندوقوں میں اشرفیوں کی جگہ جانوروں کی مینگنیاں بھری ہوتیں"

اتنا کہا اور فوراً آپ کی روح پرواز کر گئی۔ آخری سانس تک آپ کے ہوش و حواس قائم رہے۔ اور آپ گفتگو کرتے رہے (احیاء العلوم جلد ۴ ص۴۰۹)

۱۵۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سنہ ۲ھ جنگ بدر میں حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ کے بھائی شیبہ کافر سے دست بدست جنگ کی۔ شیبہ نے حضرت عبیدہ کو اس طرح زخمی کر دیا۔ کہ وہ زخموں کی تاب نہ لاکر زمین پر بیٹھ گئے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھپٹے اور آگے بڑھ کر شیبہ کافر کو قتل کر دیا۔ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کاندھے پر اٹھا کر بارگاہ رسالت میں لائے۔ ان کی پنڈلی چور چور ہو گئی تھی۔ اور نلی کا گودا بہہ رہا تھا۔ اس حالت میں انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں شہادت سے محروم رہا؟ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ تم شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! اگر آج میرے اور آپ کے چچا ابوطالب زندہ ہوتے تو وہ مان لیتے کہ ان کے اس شعر کا مصداق میں ہوں کہ ؎

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ

وَنَذْهَلَ عَنْ اَبْنَاءِنَا وَالْحَلَائِلِ

یعنی ہم محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اسی وقت دشمنوں کے حوالے کریں گے۔ جب ہم لڑ لڑ کر ان کے گرد پچھاڑ دیئے جائیں گے اور ہم اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں گے۔

آپ نے یہ کہا۔ اور فوراً ہی آپ کا وصال ہو گیا۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۳۶۱ و زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۴۱۸)

۱۶۔ حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ احد کے میدان میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے میں حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کی تلاش میں نکلا۔ تو میں نے ان کو سکرات کے عالم میں پایا۔ تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ،

تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے میرا سلام کہہ دینا۔ اور اپنی قوم (انصار) سے بعد سلام میرا یہ پیغام سنا دینا کہ جب تک تم میں سے ایک آدمی بھی زندہ ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کفار پہنچ گئے، تو خدا کے دربار میں تمہارا کوئی عذر بھی قابلِ قبول نہ ہوگا۔

آپ نے یہ کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت زید بن ثابت نے بارگاہ رسالت میں آکر ان کا سلام عرض کیا۔ اور انصار کو ان کا پیغام سنا دیا۔ (زرقانی ج ۲ ص ۲۸)

۱۷۔ حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی سی فوج کا افسر بنا کر "اوطاس" کی طرف روانہ فرما دیا۔ وہاں درید بن الصمہ کا فرکئی ہزار کی فوج لے کر ان کے مقابلہ کے لیے میدان میں نکل پڑا۔ اور درید بن الصمہ کے بیٹے نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک تیر مارا جو ان کے گھٹنے پر لگا۔ اور یہ زخمی ہو کر زمین پر بیٹھ گئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑ کر آئے۔ اور کہا کہ چچا جان! مجھے جلد بتائیے کہ آپ کو کس نے تیر مارا ہے؟ تو حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اشارے سے بتایا کہ وہ شخص میرا قاتل ہے۔ تو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چچا کے قاتل پر جوش میں بھرے ہوئے دوڑ پڑے تو وہ بھاگنے لگا۔ مگر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو برابر دوڑاتے رہے۔ یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا پھر اپنے چچا حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر یہ خوشخبری سنائی کہ چچا جان! خدا نے آپ کے قاتل کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر دیا۔ پھر حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچا حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو سے وہ تیر کھینچ کر نکالا۔ تو وہ چونکہ زہر میں بجھا ہوا تھا اس لیے زخم سے بجائے خون کے پانی بہنے لگا۔ اور وہ نڈھال ہونے لگے۔ پھر انہوں نے اپنے بھتیجے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ اپنی فوج کا افسر

بنایا۔ اور یہ وصیت فرمائی کہ:۔

تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر میرا اسلام عرض کرنا۔ اور میرے لیے دعا کی درخواست کرنا۔

یہ وصیت کی اور اس کے بعد ہی فوراً ان کی وفات ہو گئی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ جب جنگ سے فارغ ہو کر میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنے مرحوم چچا کا سلام اور پیغام عرض کیا۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وضو فرمایا۔ پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو اتنا اونچا اٹھایا کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ اور آپ نے اس طرح دعا مانگی کہ:۔

یا اللہ! تو ابو عامر کو قیامت کے دن بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند مرتبہ بنا دے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ کرم دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے لیے بھی دعا فرما دیجئے۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ:

یا اللہ! تو عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کے گناہوں کو بخش دے اور اس کو قیامت کے دن عزت والی جگہ میں داخل فرما۔

(بخاری ج ۲ ص ۲۱۹ غزوہ اوطاس)

۱۸۔ حضرت ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

غزوہ تبوک ۹ھ میں حضرت ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا نہ کسی صحابی کی شہادت ہوئی۔ نہ وفات ہوئی۔ حضرت ذوالبجادین ایک غریب مہاجر تھے اور اصحاب صفہ میں سے تھے۔ یہ غزوہ تبوک میں شامل ہوئے۔ اور ان کو بخار آ گیا بوقت وفات ان کے پاس حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ تو انہوں نے بڑی حسرت سے یہ کہا کہ۔

یارسول اللہ! میرا مقصد تو شہادت ہی ہے۔ اور حضور نے میرے لیے دعا فرمادی ہے کہ اے اللہ! میں نے اس کے خون کو کفار پر حرام کردیا ہے۔ تو کیا میں شہادت سے محروم رہوں گا؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم جہاد کے لیے نکلے ہو تو اگر بخار میں بھی مروگے جب بھی تم شہید ہی ہوگے۔

اس کے بعد ہی بخار میں حضرت ذوالبجادین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی لاش کو لحد میں سلایا۔ اور خود ہی قبر کو کچی اینٹوں سے بند فرمایا۔ اور پھر یہ دعا مانگی۔ کہ اے اللہ! میں ذوالبجادین سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہوجا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۳۵۰ و ص ۳۵۱)۔

نوٹ:۔ حضرت ذوالبجادین کا مفصل حال ہماری کتاب سیرۃ المصطفیٰ میں پڑھیے۔

۱۹۔ حضرت اسود راعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ایک حبشی تھے جو خیبر کے کسی یہودی کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں فوج لے کر داخل ہوئے۔ تو یہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ کس دین کی دعوت دیتے ہیں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش فرمائی۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ اگر میں مسلمان ہوجاؤں تو مجھے خداوند تعالیٰ کی طرف سے کیا اجر و ثواب ملے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم کو جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی۔ انہوں نے فوراً ہی کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔ اس کے بعد یہ خوش نصیب حبشی ہتھیار پہن کر مجاہدین اسلام کی صف میں کھڑا ہوگیا۔ اور انتہائی جوش و خروش کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوگیا۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو انکی شہادت کی خبر ملی تو فرمایا کہ اس شخص نے بہت ہی کم عمل کیا۔ اور بہت زیادہ اجر دیا گیا۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی لاش کو خیمہ میں لانے کا حکم دیا۔ اور ان

کی لاش کے سرہانے کھڑے ہو کر آپ نے یہ بشارت سنائی کہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کالے چہرے کو حسین بنا دیا۔ اور اس کے بدن کو خوشبودار بنا دیا۔ اور دو حوریں اس کو جنت میں ملیں۔ اس شخص نے ایمان اور جہاد کے سوا کوئی دوسرا عمل خیر نہیں کیا۔ نہ ایک وقت کی نماز پڑھی، نہ ایک روزہ رکھا، نہ حج و زکوٰۃ کا موقع پایا۔ مگر ایمان و جہاد کے سبب سے اللہ تعالیٰ نے اس کو اتنا بلند مرتبہ عطا فرمایا۔

(مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۲۴۰)

۲۰۔ حضرت سعید بن جُبیر تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ بہت ہی جلیل القدر تابعی ہیں۔ بلکہ بعض محدثین نے آپکو خیر التابعین (تمام تابعین میں بہترین) لکھا ہے۔ آپ بصرہ کے ظالم گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کو اس کی خلافِ شرع باتوں پر روک ٹوک کرتے رہتے تھے۔ اس لیے اس ظالم نے آپ کو قتل کرا دیا۔ آپ کی شہادت کا واقعہ بڑا ہی عجیب و غریب ہے۔ حجاج نے پوچھا کہ سعید بن جبیر! بولو۔ میں کس طریقے سے تمہیں قتل کر دوں۔ آپ نے فرمایا کہ جس طرح تو مجھے قتل کریگا میں قیامت کے دن اسی طریقے سے تمہیں قتل کروں گا۔ حجاج نے کہا کہ تم مجھ سے معافی مانگ لو میں تجھ کو چھوڑ دوں گا آپ نے فرمایا کہ میں خدا کے سوا کسی دوسرے سے معافی نہیں مانگ سکتا حجاج نے جھلا کر کہا کہ اے جلاد! ان کو قتل کر دے۔ آپ یہ سنکر ہنسنے لگے حجاج نے تعجب سے پوچھا کہ آپ اس وقت کس بات پر ہنس پڑے؟ آپ نے فرمایا کہ خدا کے روبرو تمہاری جرات پر مجھے تعجب ہوا۔ اور ہنسی آگئی آپ جلاد کے سامنے قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ پڑھنے لگے۔ حجاج نے کہا کہ اے جلاد! ان کا منہ قبلہ سے پھیر دے۔ تو آپ نے پڑھا اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ حجاج نے کہا کہ اے جلاد! ان کو منہ کے بل زمین پر لٹا کر قتل کر ڈال۔ جب جلاد نے آپ کو منہ کے بل بحالت سجدہ لٹایا۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰی۔ جب جلاد نے خنجر اٹھایا تو آپ نے بلند آواز سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ پڑھا۔ اور یہ دعا مانگی کہ۔

"یا اللہ! میرے قتل کے بعد حجاج کو کسی مسلمان پر قابو نہ دے"

آپ کی یہ دعا مقبول ہوگئی کہ آپ کی شہادت کے بعد صرف پندرہ رات حجاج زندہ رہا۔ اور کسی مسلمان کو قتل نہ کر سکا۔ اس کے پیٹ میں کینسر ہو گیا تھا۔ طبیب بدبودار گوشت کی بوٹی کو دھاگے میں باندھ کر اس کی حلق میں ڈالتا تھا۔ اور وہ اس کو گھونٹ جاتا تھا۔ پھر اس کو نکالتا تھا۔ تو وہ بوٹی خون میں لپٹی ہوئی نکلتی تھی۔ اور ان پندرہ راتوں میں حجاج کبھی سو نہیں سکا۔ کیونکہ آنکھ لگتے ہی وہ یہ خواب دیکھتا کہ حضرت سعید بن جُبیر اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ رہے ہیں۔ بس آنکھ کھل جاتی۔

یہ بھی منقول ہے کہ قتل کے بعد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن سے اس قدر زیادہ خون نکلا کہ حجاج اور حاضرین حیران رہ گئے۔ جب طبیب سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا کہ قتل ہونے والوں کا خون خوف سے سوکھ جاتا ہے مگر حضرت سعید بن جُبیر چونکہ بالکل ہی بے خوف تھے۔ اس لیے ان کا خون بالکل خشک نہیں ہوا۔ اور اس قدر زیادہ خون نکلا کہ سارا دربار خون سے بھر گیا۔

(اکمال فی اسماء الرجال ص۵۹۸ و طبقات شعرانی و تہذیب التہذیب)

۲۱۔ حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ

آپ نہایت ہی اہل علم و عمل بزرگ تابعی اور بنو امیہ کے خلفاء کی فہرست میں "خلیفۂ عادل" کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ روزانہ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میری موت کو مجھ پر آسان کر دے۔ چنانچہ ان کی بیوی فاطمہ بنت عبد الملک کا بیان ہے کہ ان کی وفات کے وقت میں ان کے خیمہ سے نکل کر مکان میں بیٹھ گئی تو میں نے ان کو یہ

یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا کہ:

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ یہ آخرت کا گھر ہم ان کے لیے کرتے ہیں جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں چاہتے اور آخرت کی بھلائی پرہیزگاروں کے لیے ہے۔

(پ۔ ۲۰۔ عنکبوت۔ آیت۔ ۸۳)

اس کے بعد وہ بالکل ہی پرسکون ہو گئے۔ نہ کچھ بولے۔ نہ کوئی حرکت کی۔ تو میں نے لونڈی سے کہا کہ دیکھ تو خلیفہ کا کیا حال ہے؟ وہ دوڑ کر گئی تو آپ وفات پا چکے تھے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ عین وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ جب لوگوں نے انہیں بٹھایا تو بیٹھ کر انہوں نے یہ کہا کہ۔

یا اللہ! تو نے مجھے کچھ باتوں کا حکم فرمایا تو میں نے کوتاہی کی اور تو نے مجھے کچھ باتوں سے منع فرمایا تو میں نے نافرمانی کی۔ تین مرتبہ۔ یہی کہا۔ پھر کلمہ طیبہ پڑھا اور نظر جما کر دیکھا۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ کیا دیکھ رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں کچھ سبز پوش لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو نہ انسان ہیں نہ جن۔ یہ کہا اور ان کی روح پرواز کر گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص۳۰۷ و ص۴۱۹)

اور عبید بن حسان کہتے ہیں کہ جب عمر بن عبدالعزیز کی وفات کا وقت بالکل ہی قریب آن پہنچا تو انہوں نے ہر شخص کو گھر میں سے نکل جانے کا حکم دیا۔ تو مسلمہ اور ان کی بیوی فاطمہ دروازے پر بیٹھ گئیں۔ تو انہوں نے سنا کہ آپ بلند آواز سے کہہ رہے ہیں کہ مرحبا۔ خوش آمدید ہے ان چہروں کے لیے جو نہ آدمی ہیں۔ نہ جن۔ پھر یہ آیت پڑھی۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

پھر لوگوں نے گھر میں داخل ہو کر دیکھا تو آپ وفات پا چکے تھے (تاریخ الخلفاء ص۱۶۶)

۲۲۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمتہ

آپ نے بوقتِ وفات اپنے شاگرد خاص یحیٰ بن یحیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ سنو!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَضْحَکَ وَ اَبْکٰی وَ اَمَاتَ وَ اَحْیَا۔

یعنی اس خدا کے لیے حمد ہے جس نے ہمیں کبھی خوشی دے کر ہنسایا اور کبھی غم دے کر رلایا۔ ہم اسی کے حکم سے زندہ رہے۔ اور اسی کے حکم پر جان قربان کرتے ہیں۔

یاد رکھو کہ میں کسی مسلمان کو شریعت کا ایک مسئلہ بتا کر اس کے اعمال کی اصلاح کر دینا۔ یا کسی عالم سے ایک مسئلہ پوچھ کر اپنے اعمال کی اصلاح کر لینا ایک سو حج اور ایک سو جہاد سے بہتر سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد آپ کی آواز بالکل دھیمی پڑ گئی۔ اور پھر آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کا سال پیدائش ۹۳ھ اور وفات کا سال ۱۷۹ھ ہے اور قبر شریف جنتہ البقیع مدینہ منورہ میں ہے۔ (اکمال و طبقات شعرانی۔ و بستان المحدثین)

۲۳۔ حضرت امام یوسف علیہ الرحمتہ

آپ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ کے جلیل القدر شاگرد، اور خلیفہ ہارون رشید عباسی کی حکومت کے قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) رہے، آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں۔ عین وفات کے وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سنے گئے کہ۔

کاش میں اپنی اسی غریبی کی حالت میں مرتا جو شروع میں میری حالت تھی اور میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کا عہدہ قبول نہ کرتا۔ الٰہی! تو خوب جانتا ہے کہ میں نے کبھی جان بوجھ کر کوئی حرام کام نہیں کیا۔ اور نہ کبھی کوئی درہم حرام کا کھایا۔

عین وفات کے وقت یہ کہہ کر آپ کی وفات ہو گئی۔ اس کے بعد آپ کی آواز نہ سنی گئی

وفات سے پہلے آپ نے یہ وصیت فرمائی کہ میرے مال میں سے چار لاکھ درہم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ اور کوفہ بغداد کے محتاجوں کو دے دیا جائے۔

(شذرات الذہب لابن عماد و سیرۃ النعمان وغیرہ)

۲۴۔ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ

یہ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے دادا استاذ اور کوفہ کے استاذ الفقہاء ہیں عبادت ریاضت اور خوف الٰہی میں بھی ان کا مقام بہت بلند ہے۔ یہ اپنی وفات کے وقت رونے لگے تو کسی نے رونے کا سبب پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ:-

میں اللہ تعالیٰ کے قاصد کا انتظار کر رہا ہوں کہ وہ مجھے جنت کی خوشخبری سناتا ہے یا جہنم کی وعید سناتا ہے۔

یہ کلمات زبان مبارک سے نکلے۔ اور آپ کا وصال ہو گیا (احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۰۹)

۲۵۔ حضرت عبداللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ

آپ بہت ہی عظیم الشان محدث اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت ہی محبوب اور محب شاگرد رشید ہیں۔ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی آپ کا مرتبہ بہت اعلیٰ ہے۔ ان کو ان کے والد کی میراث سے بہت کثیر دولت ملی تھی۔ اور ہمیشہ بہت ناز و نعمت کی زندگی بسر کی تھی۔ اور بہت ہی نفاست پسند امیر کبیر تھے۔

وقت وفات انہوں نے اپنے غلام "نصر" سے کہا کہ تم مجھے بستر سے اٹھا کر زمین پر رکھ دو اور میرے سر پر خاک ڈال دو۔ تو "نصر" رو پڑا آپ نے فرمایا کہ تم رو کیوں رہے ہو تو "نصر" نے عرض کیا کہ اے میرے مولیٰ! میں نے تمام عمر آپ کی ناز و نعمت میں زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور موت کے وقت آپ ایک مسکین پردیسی کی طرح مرنے کا خیال رکھتے ہیں۔ تو آپ نے جواب دیا کہ میں نے خدا سے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ! تو مجھے اغنیاء کی زندگی اور فقراء کی موت عطا فرما۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تم صرف ایک مرتبہ مجھ کو

کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا۔ اور پھر جب تک میں کوئی دوسری بات نہ بولوں دوبارہ مجھے تلقین نہ کرنا۔ چنانچہ "نصر" نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا۔ پھر حضرت عبداللہ بن مبارک نے آنکھ کھولی اور ہنسے۔ اور یہ آیت تلاوت کی لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ یعنی ان جیسوں نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔ پھر ایک دم ان کا طائر روح عالم بالا کو پرواز کر گیا۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۰۹)

۲۶۔ حضرت محمد بن منکدر علیہ الرحمتہ

آپ بڑے بڑے بلند پایہ محدثین کے شاگرد اور مشہور ائمہ حدیث کے مقتدی اور استاد ہیں عبادت کی کثرت اور زہد و تقویٰ میں بھی آپ اپنے زمانے کے بہت ہی مشہور و ممتاز عابد و زاہد ہیں۔ بوقت وفات جانکنی کے عالم میں آپ بلبلا کر رونے لگے۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ نے آنسو پوچھتے ہوئے بھرائی آواز میں فرمایا کہ:۔

میں اپنے کسی گناہ یا اور کسی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ صرف اس خیال سے مجھے رلائی آ گئی۔ کہ میں نے بہت سی باتوں کو معمولی اور حقیر سمجھا تھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی باتیں تھیں۔ تو میں ڈر رہا ہوں کہ کہیں ان باتوں پر میری پکڑ نہ ہو جائے۔ اتنا کہا اور فوراً ہی ان کی وفات ہو گئی

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۰۹)

۲۷۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمتہ

آپ کی علمی جلالت شان محتاج بیان نہیں آپ کے فضائل و کمالات کے ذکر جمیل سے تاریخ کے صفحات مالا مال ہیں۔ مفصل احوال ہماری کتاب "اولیاء رجال الحدیث" میں پڑھیے۔ امام مزنی کا بیان ہے کہ میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمتہ کے مرض الموت میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوا اور میں نے دریافت کیا کہ اے ابو عبداللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اے مزنی! سنو میرا اس وقت یہ حال ہے کہ۔

میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ اور دوستوں سے جدا ہو رہا ہوں اور اپنے برے اعمال سے ملاقات کرنے والا ہوں۔ اور موت کا پیالہ پینے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے والا ہوں۔ اور میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جانے والی ہے۔ تاکہ میں اس کو مبارکباد دوں یا جہنم میں جانے والی ہے تاکہ میں اس کی تعزیت کروں"

پھر آپ ان اشعار کو نہایت ہی لرزہ خیز اور پر درد آواز میں پڑھنے لگے کہ ؎

وَلَمَّا قَسَىٰ قَلْبِيْ وَضَاقَتْ مَذَاهِبِيْ   جَعَلْتُ رَجَائِيْ نَحْوَ عَفْوِكَ سُلَّمَا

اور جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے   تو میں نے اپنی امید کو تیرے عفو کی جانب سیڑھی بنا لیا

تَعَاظَمَنِيْ ذَنْبِيْ فَلَمَّا قَرَنْتُهُ   بِعَفْوِكَ رَبِّيْ كَانَ عَفْوُكَ أَعْظَمَا

مجھے اپنا گناہ بڑا معلوم ہوا۔ لیکن جب میں نے تیرے عفو سے اس کا موازنہ کیا تو تیرا عفو بڑا نکلا

فَمَا زِلْتَ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ   تَجُوْدُ وَتَعْفُوْ مِنَّةً وَتَكَرُّمَا

تو ہمیشہ گناہوں کو معاف کرنے والا رہا۔ اور تو ہمیشہ ہی سخاوت کرتا رہا اور معافی دیتا رہا اپنے ہی احسان و کرم سے۔

مذکورہ بالا تقریر و اشعار کے بعد ہی آپ کا انتقال پر ملال ہو گیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۷۱)

۲۸۔ حضرت ابوبکر بن عیاش علیہ الرحمۃ

بڑے پائے کے محدث اور بے حد مشہور و ممتاز عابد و زاہد تھے۔ اور بادشاہ وقت اور اس کے گورنروں کو نصیحت کرنے میں بڑے بے خوف اور نڈر تھے اپنی وفات کے وقت اپنی لڑکی اور لڑکے سے فرمایا کہ۔

میری پیاری بیٹی! تم کیوں ڈرتی ہو؟ کیا تم اس لیے روتی ہو کہ تمہارے باپ کو عذاب دیا جائے گا؟ اے نور نظر! تم کو کیا خبر میں نے اپنے مکان کے اس ایک کونے میں ۲۴ ہزار مرتبہ قرآن مجید ختم کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب و نودی)

بیٹا ابراہیم! تمہارے باپ نے زندگی بھر کوئی بے حیائی کا کام نہیں کیا ہے اور تیس برس سے مسلسل میں ایک ختم روزانہ قرآن مجید پڑھتا رہا ہوں۔ خبردار۔ اس بالاخانے پر ہرگز تم گناہ کا کام مت کرنا کیونکہ اس بالاخانے پر میں نے بارہ ہزار ختم قرآن مجید پڑھا ہے۔

یہ تقریر ختم کرتے ہی جمادی الاولیٰ ۱۹۲ھ میں آپ کا وصال ہوگیا (نووی علی المسلم)

۲۹۔ حضرت عمر بن حسین جمحی علیہ الرحمۃ

یہ محدث کبیر ہیں۔ اور مدینہ منورہ کے قاضی بھی رہ چکے ہیں۔ حضرت امام مالک کا قول ہے کہ یہ بہت ہی عبادت گزار تھے۔ اور ایک ختم روزانہ قرآن مجید پڑھا کرتے تھے ان کی وفات کے وقت جو لوگ حاضر تھے ان کا بیان ہے کہ نزع روح کے وقت ان کی زبان سے یہ آیت سنی گئی لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۝ ان جیسی نعمتوں کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے جیسے ہی اس آیت کو انہوں نے پڑھا فوراً ہی آپ کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔ (رحمۃ اللہ تعالیٰ)۔ (تہذیب التہذیب)

۳۰۔ حضرت زرارہ بن ابی اوفی علیہ الرحمۃ

آپ بصرہ کے رہنے والے تابعی اور بہت بلند مرتبہ محدث ہیں۔ آپ بصرہ قاضی بھی تھے۔ اور قبیلہ بنی قشیر کی مسجد میں لوجہ اللہ امامت بھی فرماتے تھے۔ حضرت بہز بن حکیم محدث کا بیان ہے کہ ایک دن فجر کی نماز میں آپ نے فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝ (پ ۲۹۔ المدثر۔ آیت ۹) کی آیت تلاوت کی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ جس دن صور پھونکا جائے گا وہ دن بہت سخت ہوگا۔ یہ آیت پڑھتے ہی آپ لرزتے اور کانپتے ہوئے زمین پر گر پڑے۔ اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ بہز بن حکیم محدث کہتے ہیں کہ میں بھی ان کی لاش مبارک کو مسجد سے ان کے گھر تک اٹھا کر لے جانے والوں میں شامل تھا۔ یہ واقعہ ۹۳ھ میں ہوا (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۱ و اکمال و ترمذی شریف)

۳۱۔ حضرت ابوزرعہ علیہ الرحمۃ

آپ علم حدیث کے مشہور امام، اور اس فن میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مرتبہ مانے گئے ہیں۔ ایک بار حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میرے علم میں صحیح حدیثوں کی تعداد سات لاکھ ہے۔ اور ابوزرعہ جوانی ہی میں چھ لاکھ حدیثوں کے حافظ ہو چکے تھے آپ کے مرض الموت میں سکراتِ موت اور جانکنی کے عالم میں بہت سے محدثین حاضر تھے۔ لوگوں کو خیال آیا کہ آپ کو کلمہ طیبہ کی تلقین کرنی چاہیے۔ مگر حضرت ابوزرعہ کی جلالتِ شان کے آگے کسی کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ آخر سب لوگوں نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین والی حدیث کا تذکرہ کرنا چاہیے تاکہ ان کو کلمہ یاد آجائے۔ چنانچہ محمد بن مسلم محدث نے ابتدا کی اور یہ سند پڑھی کہ حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ اتنا پڑھ کر رعب سے ان کی زبان بند ہو گئی اس پر ابوزرعہ نے جانکنی کے عالم میں روایت شروع کر دی کہ حَدَّثَنَا بُنْدَارٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اتنا ہی کہنے پائے تھے کہ ان کی وفات ہو گئی۔ پوری حدیث یوں ہے کہ مَنْ كَانَ اٰخِرُ كَلَامِهٖ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جس کی زبان سے مرتے وقت آخری کلام لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔۔ نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ۲۶۴ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ (تذکرۃ الحفاظ۔ وتہذیب التہذیب وغیرہ)

۳۲۔ حضرت ہیثم بن جمیل علیہ الرحمۃ

یہ حدیث میں حضرت امام مالک وغیرہ محدثین کرام کے نامور شاگردوں میں ہیں۔ نہایت متقی اور اعلیٰ درجے کے عابد زاہد تھے۔ حضرت سفیان بن محمد مصیصی کا بیان ہے کہ میں ہیثم بن جمیل کی وفات کے وقت حاضر تھا۔ وہ سکراتِ موت میں تھے اور قبلہ رو لیٹے ہوئے تھے۔ لوگوں نے ان کو چادر اڑھا دی تھی۔ اور دم نکلنے کے انتظار میں تھے۔ اسی

حالت میں ان کی باندی نے ان کا پاؤں ہاتھ سے دبایا۔ تو آپ نے فرمایا کہ۔

میری باندی! تم ان پیروں کو خوب اچھی طرح دباؤ۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میرے یہ دونوں پاؤں زندگی بھر میں کبھی کسی گناہ کی طرف نہیں چلے ہیں۔

آپ کی زبان مبارک سے یہ کلمات ادا ہوئے۔ اور فوراً ہی آپ کی روح پرواز کر گئی۔ ۲۱۳ھ میں آپ کی وفات ہوئی (تہذیب التہذیب)۔

۳۳۔ حضرت بشر بن حارث علیہ الرحمۃ یہ وہی مشہور صاحب ولایت و باکرامت بزرگ ہیں جو عام طور پر "بشر حافی" کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ اتنے بلند مرتبہ محدث اور مفتی اعظم ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل ان کی درسگاہ کے ایک طالب علم ہیں۔ آخری عمر میں درس حدیث اور مجالس فتویٰ ختم کر کے گوشہ نشین ہو گئے۔ اور ہر وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگے۔ بوقت وفات جانکنی کے عالم میں ان پر بہت زیادہ مشقت اور بے قراری ظاہر ہوئی۔ تو کسی نے پوچھا کہ کیوں! کیا بات ہے! کیا آپ کو زندگی سے محبت ہے! اور موت ناگوار ہے تو آپ نے فرمایا کہ۔

بھائی! اللہ تعالیٰ کے دربار میں جانا بہت دشوار معاملہ ہے اسے آسان نہ سمجھو۔ میں اسی لیے بے قراری میں پیچ و تاب کھا رہا ہوں کہ یہ بہت ہی سنگین اور کٹھن مرحلہ ہے۔

یہ کہا اور ان کا وصال ہو گیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص۱۰۱)

۳۴۔ حضرت خلیفہ عبدالملک بن مروان علیہ الرحمۃ یہ خلفاء بنو امیہ میں بڑے کروفر کا بادشاہ گزرا ہے۔ بہت زیادہ صاحب علم اور خلیفہ ہونے سے پہلے بہت عبادت گزار بھی تھا۔ جب اس کی وفات کا زمانہ قریب آیا۔ تو اس نے ایک غسال کو دمشق کے دروازے پر دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ

پر کپڑا لپیٹ کر ایک مردہ کو نہلاتے جا رہا تھا۔ تو خلیفہ عبدالملک نے کہا کہ کاش میں بھی ایک غسال ہوتا۔ اور اپنے ہاتھ ہی کی کمائی روزانہ کھاتا۔ اور میں حکومت دنیا کے کسی معاملہ کا والی نہ بنتا۔ جب صوفی ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ کو خلیفہ عبدالملک کے اس مقولہ کی خبر پہنچی؛ تو انہوں نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ جب ان بادشاہوں کی موت کا وقت آتا ہے تو یہ لوگ ہمارے حال کی تمنا کرتے ہیں۔ اور جب ہم لوگوں کی موت کا وقت آتا ہے تو ہم لوگ ان بادشاہوں کے حال کی تمنا نہیں کرتے۔

عین جانکنی کے عالم میں کسی نے خلیفہ عبدالملک بن مروان سے پوچھا کہ اس وقت آپ اپنے آپ کو کیسا پا رہے ہیں؟ تو اس نے کہا کہ میں اپنے کو بالکل ویسا ہی پا رہا ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ۔

اور بے شک تم ہمارے پاس اکیلے آئے۔ جیسا ہم نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ اور پیٹھ پیچھے چھوڑ آئے۔ جو مال و متاع ہم نے تمہیں دیا تھا۔

(پ ۷۔ الانعام آیت ۹۴)

یہ آیت اس نے تلاوت کی اور فوراً ہی اس کا دم نکل گیا۔ (احیاء العلوم ج ۴، ص ۴۰۹)

۲۵۔ حضرت خلیفہ ہارون رشید علیہ الرحمۃ

خلفائے بنو العباس میں خلیفہ ہارون رشید جس شان و شوکت اور رعب و دبدبہ کا بادشاہ گزرا ہے۔ تاریخ داں حضرت پر پوشیدہ نہیں ہے۔ وہ موت کے وقت اپنے کفن کو الٹ پلٹ کر بار بار دیکھتا تھا اور یہ آیت پڑھتا تھا کہ۔

مَآ اَغْنٰى عَنِّىْ مَالِيَهْ هَلَكَ عَنِّىْ سُلْطٰنِيَهْ ۞

میرے مال نے مجھے کوئی نفع نہیں دیا۔ میری بادشاہی ہلاک ہو گئی۔

اسی آیت کو پڑھتے پڑھتے اس کی جان نکل گئی (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

۳۶۔ حضرت خلیفہ مامون رشید علیہ الرحمۃ

خلیفہ مامون رشید بہت ہی علم والا۔ اور نہایت ہی رعب و دبدبہ والا اور بہادر تھا۔ اس نے موت کے وقت راکھ بچھائی۔ اور اسی پر چت لیٹ کر لوٹتا تھا۔ اور گڑگڑا کر یہ دعا مانگتا تھا کہ۔

یَا مَنْ لَا یَزُوْلُ مُلْکُہٗ اِرْحَمْ عَلٰی مَنْ قَدْ زَالَ مُلْکُہٗ۔ اے وہ ذات! جس کی بادشاہی کبھی زائل نہ ہوگی اس شخص پر رحم فرما جس کی بادشاہی زائل ہوگئی۔

یہی دعا مانگتے ہوئے اس کی روح پرواز کرگئی (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹ و تاریخ الخلفاء ص ۲۱۴)

۳۷۔ حضرت خلیفہ معتصم باللہ علیہ الرحمۃ

یہ عباسی خلفاء میں بڑا سنگدل اور ظالم حکمران تھا۔ اپنی موت کے وقت نہایت افسوس کے ساتھ بستر پر تڑپتا اور لوٹتا تھا۔ اور یہی لگاتار کہتا تھا کہ ہائے افسوس۔

لَوْ عَلِمْتُ اَنَّ عُمْرِیْ ھٰکَذَا قَصِیْرٌ مَا فَعَلْتُ۔ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میری عمر اتنی کم ہے تو میں یہ بادشاہی نہ کرتا۔

یہی کلمات اس کی زبان پر تھے کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۰۹)

۳۸۔ حضرت خلیفہ منتصر باللہ علیہ الرحمۃ

یہ نزع کے عالم میں بے قرار ہو کر بستر پر لوٹنے لگا۔ تو خوشامدی لوگوں نے کہا کہ امیر المومنین آپ پر کوئی حرج نہیں۔ آپ تو بہت اچھے ہیں۔ تو یہ سنکر خلیفہ منتصر باللہ نے کہا کہ۔

کوئی حرج تو نہیں۔ مگر یہ کیا کم ہے کہ دنیا جاتی رہی۔ اور آخرت میرے سامنے کھڑی ہے۔ ہائے میں نے اپنے باپ کو قتل کرکے جلدی خلافت پر قبضہ جما لیا۔ تو مجھ سے بھی جلد ہی خلافت چھین لی گئی۔

یہی الفاظ اس کی زبان پر تھے کہ اس کا دم نکل گیا۔ اس کی بادشاہی صرف چھ مہینے

رہی۔ ابن طیفور ترکی طبیب نے زہر آلود نشتر سے اس کی فصد کھولی یہی اس کی موت کا سبب بنا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص۴۰۹ و تاریخ الخلفاء ص۲۴۴)

۳۹۔ حضرت عامر بن عبد القیس علیہ الرحمۃ

یہ بہت ہی مشہور عابد و زاہد بلکہ صاحبِ کرامت بلند مرتبہ اولیاء ہیں سے ہیں۔ یہ اپنی وفات کے وقت بے قرار ہو کر زار زار رونے لگے۔ جب رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ،

میں موت کے ڈر یا دنیا کی محبت میں نہیں رو رہا ہوں۔ بلکہ میں اس خیال سے رو رہا ہوں کہ میں اب مر رہا ہوں۔ تو اب گرمیوں کے روزوں میں دوپہر کی پیاس، اور جاڑوں کی لمبی راتوں میں قیام اللیل (نوافل تہجد) کی لذت مجھے کہاں؟ اور کیسے نصیب ہوا کرے گی؟ ہائے رب یہ روح پرور اور جاں بخش لذتیں!

یہی کہتے کہتے ان کی روح پرواز کر گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص۴۰۹)

۴۰۔ حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ

یہ سلسلہ قادریہ میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کے پیر ہیں۔ بزرگ ترین اولیاء میں آپ کا شمار ہے۔ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ بیان فرماتے ہیں کہ میں ان کے مرضِ وفات میں ان کی عیادت کے لیے گیا اور حال و مزاج پوچھا۔ تو انہوں نے نہایت ہی پر درد لہجے میں یہ شعر پڑھا کہ،

کَیْفَ اَشْکُوْ اِلٰی طَبِیْبِیْ مَابِیْ
وَالَّذِیْ اَصَابَنِیْ مِنْ طَبِیْبِیْ

میں کس طرح اپنے طبیب سے اپنی بیماری کی شکایت کروں؟ جب کہ میری بیماری میرے طبیب ہی کی طرف سے مجھے پہنچی ہے۔

پھر میں نے پنکھا جھلنا شروع کر دیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پنکھے کی ہوا اس شخص کو کیسے لگے گی جو عشقِ الٰہی کی گرمی سے جل رہا ہو! اس کے بعد ہی آپ کا وصال ہو گیا۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۰)

۴۱۔ حضرت جُنید بغدادی علیہ الرحمۃ

جریری محدث کا بیان ہے کہ میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی جانکنی کے وقت جب کہ وہ سکرات کے عالم میں تھے۔ حاضر ہوا۔ تو وہ تلاوت کر رہے تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ جب وہ تلاوت ختم کر چکے تو میں نے عرض کی کہ اس وقت میں بھی آپ تلاوت کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ۔

مجھ سے زیادہ تلاوت کا حقدار دوسرا کون ہو گا؟ دیکھ نہیں رہے ہو؟ کہ میری زندگی کا نامہ اعمال لپیٹا جا رہا ہے۔

پھر کسی نے آپ سے کلمہ پڑھنے کے لیے کہا تو تڑپ کر آپ نے فرمایا کہ میں اس کلمہ کو تو زندگی میں تو کبھی بھولا ہی نہیں ہوں۔ جو تم مجھے اس وقت یاد دلا رہے ہو۔

ابو العباس بن عطاء کہتے ہیں کہ میں نزع کے عالم میں حضرت جنید بغدادی کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کہا تو انہوں نے سلام کا جواب نہیں دیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا۔ اور فرمایا کہ مجھے معذور سمجھو۔ میں اس وقت وظیفہ میں مشغول تھا۔ پھر اپنا چہرہ انہوں نے قبلہ کی طرف کر لیا۔ اور نعرہ تکبیر لگایا۔ اور روح نکل گئی۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۰۹ تا ص ۴۱۰)

۴۲۔ حضرت ذو النون مصری علیہ الرحمۃ

بڑے بڑے اولیاء اللہ کی فہرست میں آپ کا نام بہت مشہور اور ممتاز ہے وفات کے وقت لوگوں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کس چیز کی خواہش و تمنا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ۔

بس میری ایک ہی خواہش اور بہت بڑی تمنا یہی ہے کہ مرنے سے پہلے ایک ہی لحظہ کے لیے مجھے خداوند قدوس کی معرفت حاصل ہو جائے۔

یہ فرمانے کے بعد فوراً ہی آپ کی روح پاک عالم آخرت کو روانہ ہو گئی۔ اور لوگ ان کا منہ تکتے رہ گئے (احیاء العلوم جلد ۴ ص۴۰۹)

۴۳۔ حضرت ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ یہ سلسلہ چشتیہ کے مشہور اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ ایک شخص سے منقول ہے کہ میں حضرت ممشاد دینوری علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر تھا تو ایک درویش آئے اور سلام کر کے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی ایسی صاف ستھری جگہ ہے؟ جہاں ایک انسان کے لیے مرنا آسان ہو تو لوگوں نے ایک جگہ کی طرف اشارہ کر دیا جہاں پانی کا چشمہ تھا۔ تو اس درویش نے وضو کیا اور کچھ نماز میں پڑھتا رہا۔ پھر پاؤں پھیلا کر لیٹ گیا۔ اور اس کی وفات ہو گئی۔ بعض مشائخ حضرت ممشاد دینوری کے پاس عالم سکرات میں آئے اور دعائیں کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ نعمت دے۔ وہ نعمت دے۔ تو آپ نے ہنس کر فرمایا کہ۔

آپ لوگ میرے لیے کیا کیا دعائیں مانگ رہے ہیں۔ تیس برس سے برابر میرے سامنے جنت پیش کی جا رہی ہے۔ مگر میں نے تو ایک مرتبہ نگاہ اٹھا کر اس کو دیکھا بھی نہیں ہے۔

آپ نے یہ فرمایا۔ اور آپ کی وفات ہو گئی۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص۴۱۱)

۴۴۔ حضرت ابو علی رودباری علیہ الرحمۃ بزرگ ترین اولیاء اللہ میں سے ہیں ان کی بہن کا بیان ہے کہ میں نزع کے عالم میں ان کے سر کو اپنی گود میں لیے ہوئے بیٹھی تھی کہ ایک دم انہوں نے آنکھ کھول دی اور فرمایا کہ۔

دیکھو یہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں۔ اور یہ جنت کے پھاٹک مزین

کیے ہوئے ہیں۔ اور یہ (کوثر و سلسبیل) کے برتن رکھے ہوئے ہیں۔
اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اے بو علی! ہم نے تمہیں بڑے مراتب
پر پہنچا دیا ہے۔ حالانکہ تم اس کے طلب گار نہیں تھے۔
پھر آپ یہ شعر بار بار پڑھنے لگے۔

بِحَقِّكَ لَا نَظَرْتُ اِلٰى سِوَاكَا
بِعَيْنِ مُوَدَّةٍ حَتّٰى اَرَاكَا

تیرے حق کی قسم میں نے تیرے سوا کسی کو محبت کی نظر سے دیکھا ہی نہیں
ہے۔ یہاں تک کہ میں تجھے دیکھ لوں۔
یہی فرماتے ہوئے انہوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور ان کی پاک باز روح عالم
قدس کو روانہ ہو گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۰)

۴۵۔ حضرت ابو سلیمان دارانی علیہ الرحمۃ مشہور اولیاء کبار میں سے ہیں ان کی وفات کے وقت بہت سے لوگ حاضر
تھے۔ تو ان کی بے چینی و بے قراری کو دیکھ کر کسی نے کہا اَبْشِرْ فَاِنَّكَ تَقْدُمُ عَلٰى
رَبٍّ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ آپ خوشخبری حاصل کیجئے کہ آپ اس رب کے دربار میں جا رہے
ہیں۔ جو غفور رحیم ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ کیوں نہیں کہتے کہ۔ اِحْذَرْ فَاِنَّكَ
تَقْدُمُ عَلٰى رَبٍّ يُحَاسِبُكَ بِالصَّغِيْرِ وَيُعَاقِبُكَ بِالْكَبِيْرِ آپ ڈریے کہ آپ اس
رب کے دربار میں جا رہے ہیں۔ جو چھوٹے گناہوں کا حساب لے گا۔ اور بڑے گناہوں
پر سزا دے گا۔ آپ نے یہ فرمایا۔ اور آپ کی وفات ہو گئی۔ اور پھر آپ کی کوئی آواز
نہیں سنی گئی۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۰)

۴۶۔ حضرت احمد بن عبد الملک علیہ الرحمۃ حضرت معتمر محدث فرماتے ہیں کہ میں احمد بن عبد الملک کے پاس ان کی

نزع روح کی حالت میں گیا۔ اور دعائیں کرنے لگا کہ یا اللہ! ان پر سکرات موت کو آسان فرمادے۔ کیونکہ یہ تو ایسے تھے۔ یہ تو ایسے تھے۔ چند تعریفی کلمات میں نے کہے تو انہوں نے تڑپ کر کہا کہ یہ بولنے والا کون ہے؟ تو میں نے کہا کہ میں معتمر ہوں۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ملک الموت مجھ سے فرمارہے ہیں کہ میں ہر سخی مومن کے ساتھ نزع روح میں نرمی برتتا ہوں۔ یہ فرما کر پھر ایک دم وہ بجھ گئے یعنی ان کی وفات ہو گئی۔

(احیاء العلوم جلد ۴ صـ۱۶)

۴۷۔ حضرت احمد بن خضرویہ علیہ الرحمتہ آپ بہت بلند درجے کے ولی کامل ہیں آپ کی وفات کے وقت کسی نے اُن سے کوئی مسئلہ پوچھا تو وہ رو پڑے۔ اور کہنے لگے کہ۔

اے میرے پیارے بیٹے! میں ایک دروازہ جس کو پچانوے برس سے کھٹکھٹا رہا ہوں وہ آج اس وقت کھل رہا ہے۔ لیکن میں کچھ نہیں جانتا کہ وہ دروازہ سعادت کے ساتھ کھلے گا۔ یا شقاوت کے ساتھ کھلے گا۔ تو ایسی حالت میں میرے لیے۔ کسی مسئلہ کے جواب کا بھلا کہاں موقع ہے۔

آپ نے یہ فرمایا اور بالکل خاموش ہو گئے۔ جب لوگوں نے انہیں غور سے دیکھا تو وہ وفات پا چکے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۴۔ صـ۱۶)

۴۸۔ ایک عاشق صادق علیہ الرحمتہ لغت کے امام جناب اصمعی علیہ الرحمتہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک سنسان جگہ میں ایک پتھر پر یہ شعر لکھا ہوا دیکھا کہ۔

اَیَا مَعْشَرَ الْعُشَّاقِ بِاللّٰہِ خَبِّرُوْا
اِذَا حَلَّ عِشْقٌ بِالْفَتٰی کَیْفَ یَصْنَعُ

اے عاشقوں کی جماعت! تم لوگ مجھے خبر دو۔ میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جب عشق کسی جوان پر اثر پڑے تو وہ کیا کرے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اس شعر کے نیچے یہ شعر لکھ دیا کہ۔

یُدَارِیْ هَوَاهُ ثُمَّ یَکْتُمُ سِرَّهٗ
وَیَخْشَعُ فِیْ کُلِّ الْاُمُوْرِ وَیَخْضَعُ

اپنے عشق کے ساتھ نرمی برتے۔ پھر اپنے راز کو چھپائے رکھے۔ اور تمام کاموں میں عاجزی و انکساری رکھے۔ اصمعی کہتے ہیں کہ میں دوسرے دن وہاں گیا۔ تو دیکھا کہ ایک دوسرا شعر اس پتھر پر لکھا ہوا ہے کہ

وَکَیْفَ یُدَارِیْ وَالْهَوٰی قَاتِلُ الْفَتٰی
وَفِیْ کُلِّ یَوْمٍ قَلْبُهٗ یَتَقَطَّعُ

عاشق کیسے نرمی برتے! حالت تو یہ ہے کہ عشق جوان کو قتل کیے جا رہا ہے اور روزانہ اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو رہا ہے۔

اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے اس شعر کے نیچے یہ شعر لکھ دیا کہ۔

اِذَا لَمْ یَجِدْ صَبْرًا لِکِتْمَانِ سِرِّهٖ
فَلَیْسَ لَهٗ شَیْءٌ سِوَی الْمَوْتِ یَنْفَعُ

جب عاشق اپنے راز کو چھپانے کے لیے صبر نہیں پاتا۔ تو اس کو موت کے سوا کوئی دوسری چیز کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

اصمعی کہتے ہیں کہ پھر میں تیسرے دن وہاں گیا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان کی لاش وہاں پڑی ہوئی ہے۔ اور یہ دو شعر اس پتھر پر لکھے ہوئے ہیں کہ۔

سَمِعْنَا اَطَعْنَا ثُمَّ مُتْنَا فَبَلِّغُوْا ۔۔۔ سَلَامِیْ عَلٰی مَنْ کَانَ لِلْوَصْلِ یَمْنَعُ
هَنِیْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِیْمِ نَعِیْمُهُمْ ۔۔۔ وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْکِیْنِ مَا یَتَجَرَّعُ

ہم نے سن لیا۔ اور آپ کی بات مان لی۔ پھر ہم مر گئے تو ہمارا اسلام اس شخص کو پہنچا دو۔ جو وصال سے ہمیں روکتا تھا۔

نعمت والوں کو ان کی نعمت مبارک ہو۔ اور عاشق مسکین کو عشق کا کڑوا گھونٹ مبارک ہو۔ جس کو وہ گھونٹ گھونٹ پی رہا ہے۔

۴۹۔ حضرت خواجہ قطبُ الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ

آپ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بلند مرتبہ خلیفہ ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر وقت غرق رہا کرتے تھے۔ ایک دن قوال نے شیخ احمد جام علیہ الرحمۃ کا یہ شعر پڑھ دیا کہ

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ؛ ہر زماں از غیب جانے دیگر است

تسلیم ورضا کے خنجر سے قتل کیے ہوئے شخص کو ؛ ہر زمانے میں غیب سے ایک دوسری جان ملتی رہتی ہے

آپ یہ شعر سنکر تین شب و روز حیرت کے عالم میں رہے۔ اور کچھ بھی نہیں بولے اور پانچویں رات آپ کا وصال ہو گیا۔ خواجہ میر حسن دہلوی نے اسی زمین میں چار مصرع کہہ کر اس کی تضمین کی ہے۔ جن میں اس واقعہ کو نظم کیا ہے۔

جان بر اک بیت دادہ است آں بزرگ ؛ آرے ایں گوہر زکانے دیگر است

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را ؛ ہر زماں از غیب جانے دیگر است

اس ایک شعر پر ان بزرگ نے جان دیدی ؛ ہاں یہ گوہر کسی دوسری کان سے نکلا ہوا ہے

تسلیم ورضا کے خنجر سے قتل کیے ہوئے شخص کو ؛ ہر زمانے میں غیب سے ایک دوسری جان ملا کرتی ہے

(اخبار الاخیار شیخ محقق ص ۳۲)

۵۰۔ حجاج بن یوسف ثقفی ظالم

یہ خلفائے بنو امیہ کا انتہائی سفاک و خونخوار ظالم گورنر تھا۔ اس نے ایک لاکھ انسانوں کو اپنی تلوار سے قتل کیا۔ اور جو لوگ اس کے حکم سے قتل کیے گئے۔ ان کو تو کوئی گن

ہی نہیں سکا۔ بہت سے صحابہ اور تابعین کو اس نے قتل کیا یا قید و بند رکھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ساری امتیں اپنے اپنے منافقوں کو قیامت کے دن لے کر آئیں۔ اور ہم اپنے ایک منافق حجاج بن یوسف ثقفی کو پیش کر دیں تو ہمارا ہی پلّہ بھاری رہے گا۔ یہ حجاج بن یوسف جب کینسر کی خبیث بیماری میں مرنے لگا تو اس کی زبان پر یہ دعا جاری ہو گئی۔ یہی دعا مانگتے مانگتے اس کا دم نکل گیا۔ اس کی دعا یہ تھی کہ۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ فَاِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّکَ لَا تَغْفِرُلِیْ۔

اے میرے اللہ! تو مجھے بخش دے کیونکہ سب لوگ یہی کہتے ہیں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔

خلیفہ عادل حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کو حجاج بن یوسف ثقفی کی زبان سے مرتے وقت کی یہ دعاء بہت اچھی لگی۔ اور ان کو حجاج کی موت پر رشک ہونے لگا۔ اور جب حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے لوگوں نے حجاج کی اس دعاء کا ذکر کیا۔ تو آپ نے تعجب سے فرمایا کہ کیا واقعی حجاج نے یہ دعا مانگی تھی! تو لوگوں نے کہا کہ جی ہاں۔ اس نے یہ دعاء مانگی تھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ شاید خدا اس کو بخش دے)۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۲۰۹)۔

(۲)

جنازہ یا قبر کو دیکھ کر کس نے کیا کہا؟

جنازہ یا قبر دیکھ کر موت کی یاد آ جاتی ہے۔ اس خوفناک اور بھیانک منظر کو دیکھ کر بزرگوں نے کیا فرمایا؟ اس بارے میں ہم چند حوالے نقل کرتے ہیں تاکہ لوگوں کو اس سے عبرت حاصل ہو اور لوگ اپنی زندگی میں قبر کا سامان کریں۔

۱۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبروں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ:۔

(۱) اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ

قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا ہے

(مشکوٰۃ جلد ۲، ص ۵۸)

۲۔ کچھ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے تو لوگوں نے اس میت کو اچھا بتایا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وَجَبَتْ (واجب ہو گئی) پھر ایک دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اس میت کو برا بتایا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وَجَبَتْ (واجب ہو گئی) تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ کیا چیز واجب ہو گئی؟ یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا کہ ایک جنازہ کی میت کو تم لوگوں نے اچھا بتایا۔ تو اس

کے لیے جنت واجب ہو گئی۔ اور دوسرے جنازے کی میت کو تم لوگوں نے برا بتایا۔ تو اس کے لیے جہنم واجب ہو گئی۔ کیونکہ تم (مومنین صالحین) روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ تو جس میت کو تم لوگوں نے اچھا بتایا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ٹھہرا اور جس میت کو تم لوگوں نے برا بتایا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی برا قرار پایا۔

(مشکوۃ ج ۱ ص ۱۴۵)

۳۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنازہ کو دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُسْتَرِیْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ (یہ آرام پانے والا ہے۔ یا لوگوں کو اس سے آرام مل گیا ہے) تو لوگوں نے عرض کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مومن بندہ (جو نیک ہو وہ تو وفات پاکر دنیا کی ایذاؤں اور مصیبتوں سے آرام پاکر اللہ تعالیٰ کی رحمت میں پہنچ جاتا ہے۔ اور بدکار بندہ (جب مر جاتا ہے) تو اس سے تمام بندے تمام شہر یہاں تک کہ تمام درخت اور تمام چوپائے آرام پا جاتے ہیں۔ (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۳۹)

۲۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو جایا کرتی تھی۔ تو کسی نے کہا (اے امیر المومنین) آپ جنت و دوزخ کا ذکر کرتے ہیں تو نہیں روتے اور قبر کے پاس کیوں روتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یقین رکھو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے نجات مل گئی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ آسان ہوں گی۔ اور اگر اس سے نجات نہ ملی تو اس کے بعد کی منزلیں اس سے زیادہ سخت ہوں گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قبر سے بڑھ کر خوفناک منظر کبھی میں نے دیکھا ہی نہیں (مشکوۃ ج ۱ ص ۲۶)

۳۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کسی نے امیرالمومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ قبرستان میں کیوں بہت دیر دیر تک ٹھہرے رہتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں قبروالوں کو بہترین پڑوسی پاتا ہوں۔ میں قبروالوں کو سچا پڑوسی جانتا ہوں۔ کیونکہ وہ زبانوں کو ہمیشہ بدگوئی اور بدکلامی سے روکے رہتے ہیں۔ اور آخرت کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے کبھی ایسا خوفناک منظر نہیں دیکھا جو قبر سے بڑھ کر خوفناک ہے۔ (احیاء العلوم للغزالی ج ۴ ص ۴۱۲)

۴۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوالدرداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر قبرستانوں میں بیٹھا کرتے تھے تو لوگوں نے اس کے بارے میں آپ سے دریافت کیا کہ آپ قبرستانوں میں اکثر اوقات کیوں بیٹھے رہا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسی قوم کے پاس بیٹھتا ہوں۔ جو مجھے آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔ اور جب میں ان لوگوں سے غائب ہو جاتا ہوں۔ تو یہ لوگ میری غیبت نہیں کرتے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۲)

۵۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو قبرستانوں میں تشریف لے جایا کرتے۔ اور فرماتے کہ اے قبروالو! کیا بات ہے کہ میں تم لوگوں کو پکارتا ہوں۔ تو تم لوگ کوئی جواب نہیں دیتے ہو؟ پھر آپ فرماتے کہ افسوس! کہ میرے اور تمہارے درمیان ایسا حجاب ہو گیا ہے۔ لیکن آئندہ میں بھی تمہارے ہی جیسا ہو جانے والا ہوں۔ آپ یہی کلمات فرماتے رہتے یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جاتی تو آپ نماز فجر کیلئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۳)

۶۔ حضرت یزید رقاشی علیہ الرحمۃ

مشہور و باکمال محدث حضرت یزید رقاشی علیہ الرحمۃ قبروں کے پاس جاکر فرمایا کرتے کہ اے قبر کے گڑھے میں دفن ہو جانے والو۔ اور اے تنہائی میں رہنے والو۔ اور اے زمین کے اندرونی حصہ میں انسیت رکھنے والو! کاش مجھے خبر ہو جاتی کہ میں تمہارے کون سے اعمال پر خوشخبری حاصل کروں؟ اور میں تم میں سے کون سے بھائی پر رشک کروں یہ فرماکر پھر آپ اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے آپ کا عمامہ بھیگ جاتا۔ اور آپ جب بھی کسی قبر کو دیکھ لیتے۔ تو اتنے زور زور سے رونے کی آواز نکالتے تھے جیسے بیل چیخا کرتا ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۳)

۷۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ

مشہور محدث اور فقیہ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ جو حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر اور کوفہ کے باشندہ تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو مسلمان بکثرت قبروں کا تذکرہ کرتا رہے گا۔ وہ اپنی قبر کو جنت کا باغ پائے گا۔ اور جو قبروں کے ذکر اور ان کی یاد سے غافل رہے گا۔ وہ اپنی قبر کو جہنم کا گڑھا پائے گا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۳)

۸۔ حضرت ربیع بن خَیثَم علیہ الرحمۃ

آپ نہایت بلند مرتبہ محدث اور مشہور ولی کامل ہیں۔ آپ نے اپنے گھر کے اندر ایک قبر بنا رکھی تھی۔ تو جب بھی آپ محسوس فرماتے کہ غفلت کی وجہ سے میرا دل کچھ سخت پڑ گیا ہے۔ تو آپ اس قبر میں داخل ہو کر لیٹ جاتے اور جب تک خدا کو منظور ہوتا اس میں لیٹے رہتے۔ پھر کہتے کہ اے میرے رب! مجھے واپس لوٹا دے تاکہ میں کوئی نیک عمل کروں۔ پھر خود ہی اپنے نفس کو جواب دیتے کہ اے ربیع! ہم نے تجھے واپس لوٹا دیا۔ اب تو کوئی نیک عمل کر۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۳)

۹۔ حضرت صالح مُرّی علیہ الرحمۃ آپ بہت ہی جلیل القدر محدث اور نامور محدثین کے شاگرد ہیں۔ اور بڑے بڑے باکمال محدثین ان کی درسگاہ حدیث کے طالب علم ہیں۔ عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی ان کا مقام بہت بلند ہے۔ ان کا عجیب عالم تھا کہ اگر آپ کبھی کسی قبر کو دیکھ لیتے تھے۔ تو دو دن تک مبہوت و حیران رہتے۔ کھانا پینا چھوڑ دیتے اور بالکل خاموش رہا کرتے تھے۔ آپ کی ایک بڑی خاص کرامت یہ تھی کہ آپ قبرستان کے مردوں کی گفتگو سن لیتے تھے۔ اور خود بھی مردوں سے گفتگو اور سوال و جواب کرتے تھے۔ خلیفہ نے آپکی وفات کا سال ۱۷۲ھ لکھا ہے۔ اور امام بخاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ آپ نے ۱۷۲ھ میں وفات پائی۔ (نووی۔ تہذیب التہذیب و طبقات شعرانی)۔

۱۰۔ حضرت عمر بن ذر علیہ الرحمۃ یہ بھی بزرگانِ سلف میں بڑے پائے کے بزرگ ہیں۔ منقول ہے کہ ان کا ایک پڑوسی جو بہت ہی بدکار، اور نہایت ہی گنہگار تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے فسق و بدکاری کی وجہ سے تمام اہل محلہ نے اس کے جنازہ کا بائیکاٹ کر دیا۔ اور گھنٹوں اس کا جنازہ پڑا رہا۔ کوئی اس کو اٹھانے کے لیے نہیں آیا۔ جب حضرت عمر بن ذر علیہ الرحمۃ کو اس کی خبر ملی۔ تو آپ نے آکر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس کو دفن کیا۔ پھر اس کو قبر پر کچھ دیر ٹھہر کر فرمایا کہ اے ابو فلاں! خداوند کریم تجھ پر رحمت فرمائے۔ تو عمر بھر عقیدہ توحید و رسالت پر قائم رہا۔ اور ہمیشہ تو خداوند قدوس کو سجدہ کرتا رہا۔ آج لوگوں نے تجھے بدکار و گنہگار کہہ کر تیرے جنازہ کا بائیکاٹ کر دیا۔ افسوس۔ آج ہم میں کون ایسا ہے جو گنہگار نہیں ہے۔ پھر آپ نے اس گنہگار میت کے لیے دیر تک دعائے مغفرت فرمائی اور روتے رہے۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۲)

۱۱۔ ایک عابد کبیر علیہ الرحمۃ منقول ہے کہ ایک شرابی اور بڑا ہی پاپی بدکار بصرہ کے اطراف میں رہتا تھا۔ اس کا انتقال ہوا تو چونکہ پورا گاؤں اس سے ناراض و بیزار تھا۔ کوئی شخص اس کا جنازہ اٹھانے اور نماز جنازہ پڑھنے کے لیے تیار نہیں ہوا۔ مجبوراً اس کی بیوی نے دو مزدوروں سے جنازہ اٹھوا کر قبرستان تک پہنچایا۔ اور گاؤں کا ایک آدمی قبرستان تک نہیں آیا۔ اس گاؤں کے قریب ایک پہاڑ پر ایک بہت بڑے بزرگ زاہد و عابد عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور یہ بزرگ تمام گاؤں والوں کے پیر و مرشد تھے۔ ان بزرگ نے پہاڑ کے اوپر سے دیکھا کہ ایک عورت جنازہ کے پاس ہے اور کوئی نماز جنازہ پڑھنے والا نہیں ہے۔ تو یہ بزرگ جو کبھی پہاڑ سے نہیں اترتے تھے۔ پہاڑ سے اتر پڑے جب گاؤں والوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے پیر و مرشد اس بدکار کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے پہاڑ سے اتر پڑے ہیں۔ تو سارا گاؤں قبرستان میں پہنچ گیا! پھر ان بزرگ اور تمام گاؤں والوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کو دفن کیا۔

پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت جنازہ لیے بیٹھی ہے اور کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہیں ہے۔ تو خواب ہی میں کسی نے مجھ سے کہا کہ تم پہاڑ سے اتر کر اس کے جنازہ کی نماز پڑھاؤ۔ کیونکہ اس میت کی مغفرت ہو چکی ہے۔ اس خواب کو سنکر سب لوگ تعجب سے سر دھننے لگے۔ پھر ان بزرگ نے اس عورت سے اس کے شوہر کا حال پوچھا۔ تو اس عورت نے بتایا کہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ میرا شوہر بہت بدکار اور بڑا گنہگار تھا۔ واقعی وہ دن بھر شراب خانہ ہی میں رہتا تھا۔ پھر بزرگ نے دریافت کیا کہ تم نے اس کا کوئی نیک عمل بھی دیکھا ہے؟ تو عورت نے کہا کہ ہاں وہ گنہگار ہونے کے باوجود تین اچھی باتوں کا بہت پابند تھا۔ ایک تو یہ کہ وہ رات بھر شراب خانہ میں شراب پیتا تھا۔ مگر جب صبح کو اس کا نشہ اتر جاتا تھا تو وہ

غسل و وضو کر کے کپڑے بدلتا تھا اور نماز فجر جماعت سے پڑھا کرتا تھا۔ پھر وہ شراب خانہ میں جا کر فسق و فجور میں پڑ جاتا تھا۔ دوسری اچھی بات یہ تھی کہ وہ ہمیشہ ایک یا دو یتیم بچوں کو اپنے گھر میں رکھتا تھا۔ اور ان یتیموں کے ساتھ اپنے بچوں سے بڑھ کر اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ تیسری اچھی بات یہ ہے کہ رات میں جب کبھی بھی اس کا نشہ اترتا تھا تو وہ اکیلا زار زار روتا تھا۔ اور یہی کہتا تھا کہ اے میرے رب! تو جہنم کے کونسے گوشہ میں مجھ خبیث کو ڈالے گا۔ یہ سنکر وہ بزرگ اس کی مغفرت کا راز سمجھ گئے۔ پھر وہ اس میت کے لیے دعائیں کرتے ہوئے پہاڑ پر چڑھ گئے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص۴۱۲)

۱۲۔ حضرت فاطمہ بنت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی ہیں جو عام طور پر "فاطمہ صغریٰ" کے لقب سے مشہور ہیں۔ جب ان کے شوہر حسن بن امام حسن کا وصال ہو گیا۔ تو انہوں نے ان کے جنازہ کو دیکھ کر یہ شعر پڑھا کہ ؎

وَكَانُوْا رَجَاءً ثُمَّ اَمْسَوْا رَزِيَّةً!

لَقَدْ عَظُمَتْ تِلْكَ الرَّزَايَا وَجَلَّتْ

یہ لوگ امید تھے پھر شام کو مصیبت بن گئے۔ تو یہ مصیبتیں بہت زیادہ اور بڑی شاندار ہو گئیں۔ پھر انہوں نے اپنے شوہر کی قبر کے پاس ایک خیمہ گاڑھا۔ اور مسلسل ایک سال تک وہ اسی خیمہ میں رہیں۔ سال بھر کے بعد خیمہ اکھاڑ کر جب وہ اپنے مکان پر جانے لگیں تو مدینہ منورہ کے قبرستان جَنَّۃُ البقیع کے ایک جانب سے ایک غیبی آواز آئی کہ اَلَا هَلْ وَجَدُوْا مَا فَقَدُوْا۔ (خبردار کیا ان لوگوں نے اس چیز کو پالیا؟ جس کو کھو دیا تھا) تو دوسرے کنارے سے یہ آواز آئی کہ بَلْ يَئِسُوْا فَانْقَلَبُوْا۔ (نہیں۔ بلکہ ناامید ہو گئے لہذا پلٹ کر اپنے گھر چلے گئے)۔ ان دونوں آوازوں کو سب لوگوں نے سنا مگر آواز دینے والوں کو کسی نے نہیں دیکھا۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص۱۵۲ و احیاء العلوم جلد ۴ ص۴۱۲)

۱۳۔ فرزدق شاعر علیہ الرحمۃ یہ بہت ہی مشہور شاعر ہے جو اہل بیت کا بہت ہی محب و مداح تھا۔ جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو بصرہ کے تمام شرفاء و رؤساء جنازہ میں شامل ہوئے۔ قبرستان میں حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرزدق سے پوچھا۔ کہ کیوں فرزدق! تم نے اس دن کے لیے کون سی تیاری کر رکھی ہے؟ تو فرزدق نے جواب دیا کہ میری بس یہی تیاری ہے کہ ساٹھ برس سے کلمہ طیبہ پڑھتا رہا ہوں۔ پھر فرزدق اپنی بیوی کی قبر کے پاس دردناک لہجے میں یہ اشعار پڑھنے لگا۔

اَخَافُ وَرَاءَ الْقَبْرِ اِنْ لَمْ تُعَافِنِیْ
اَشَدَّ مِنَ الْقَبْرِ الْتِهَابًا وَّ اَضْیَقَا

(اے اللہ اگر تو نے مجھے معاف نہ کر دیا تو قبر کے علاوہ قبر سے زیادہ تنگ جگہ اور بھڑکنے والی آگ کا مجھے خوف ہے۔

اِذَا جَاءَنِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَائِدٌ
عَنِیْفٌ وَّ سَوَّاقٌ یَّسُوْقُ الْفَرَزْدَقَا

قیامت کے دن جب ایک بہت ہی سخت مزاج کھینچنے والا اور ہانکنے والا فرزدق کو لے چلے گا۔

لَقَدْ خَابَ مِنْ اَوْلَادِ اٰدَمَ مَنْ مَّشٰی
اِلَی النَّارِ مَغْلُوْلَ الْقِلَادَۃِ اَزْرَقَا

اولاد آدم میں سے جو شخص جہنم کی طرف گردن میں طوق پہنے ہوئے روسیاہ ہو کر جائے گا وہ بہت ہی نامراد ہو گا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ صـ ۲۱۳)

(۳)

اولاد کی موت پر کس نے کیا کہا

اولاد کی موت بڑا دل سوز، روح فرسا، اور صبر آزما حادثہ ہوا کرتا ہے۔ اس سانحہ پر بزرگوں کے چند اقوال پڑھیے اور عبرت حاصل کیجئے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی ھُوَالْمُوَفِّق

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی کا فرزند وفات پا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے فرزند کو وفات دے دی؟ تو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ جی ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم نے اس کے دل کے پھل کو چھین لیا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ جی ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس وقت میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے کہتے ہیں کہ تیرے بندے نے تیری حمد کی اور انا اللہ پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس گھر کا نام "بیت الحمد" (حمد کا گھر) رکھ دو (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۵۱ بحوالہ ترمذی)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت آپ کے ہمراہ گئے تو صاحبزادہ کی جانکنی کا منظر دیکھ کر آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تو عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ رو رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا۔ اے عوف کے بیٹے! میرا یہ آنسو بہانا شفقت ہے۔ پھر دوبارہ حضور کے آنسو بہنے

تھے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الْعَیْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبَ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا اِبْرَاھِیْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ یعنی آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم وہی بات کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو اور بلاشبہ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی پر غمگین ہیں (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

۳۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند کی وفات کے وقت آپ ان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ و معاذ بن جبل و ابی بن کعب و زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ بھی تھے۔ تو بچہ اس وقت آپ کی گود میں دیا گیا جب کہ وہ جانکنی کے عالم میں تڑپ رہا تھا۔ تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تو حضرت سعد نے کہا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ شفقت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دل میں ڈال دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

۴۔ ایک صحابی ہمیشہ اپنے بچے کو لے کر بارگاہ رسالت میں آیا کرتے تھے۔ ایک بار وہ تنہا آئے تو حضور نے پوچھا کہ تمہارا بچہ کو کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ تو مر گیا۔ یا رسول اللہ! تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس پھاٹک پر بھی جاؤ گے تو وہ تمہارا بچہ تمہارا انتظار کر رہا ہو گا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۳)

۲۔ حضرت داؤد علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک فرزند وفات پا گیا تو آپ کو بے حد غم ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے داؤد! تم اس بچے کو بچانے کے لیے کتنا فدیہ دے سکتے تھے؟ تو آپ نے عرض کیا کہ زمین بھر کر سونا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے داؤد! تم کو اتنا ہی بڑا ثواب ملے گا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۴۵)

۳۔ حضرت محمد بن سلیمن علیہ الرحمتہ یہ ایک مشہور و نامور تابعی محدث ہیں انہوں نے اپنے فرزند کی قبر پر اس طرح دعا مانگی کہ یا اللہ! میں اس فرزند کے بارے میں تجھ سے کچھ امیدیں رکھتا ہوں اور کچھ تیرا خوف بھی رکھتا ہوں۔ تو اے اللہ! تو میری امیدوں کو پورا فرمادے اور مجھے خوف سے اپنے امن میں رکھ لے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۵)

۴۔ حضرت ابو سنان علیہ الرحمتہ آپ نے اپنے بیٹے کی قبر پر یوں دعاء مانگی کہ اے اللہ! میرے بیٹے پر کچھ میرے حقوق تھے۔ اور کچھ تیرے حقوق تھے۔ تو میں نے اپنے تمام حقوق کو معاف کر دیا ہے۔ لہٰذا تو بھی اپنے حقوق کو معاف فرمادے۔ کیونکہ تو مجھ سے بہت زیادہ سخی اور بہت زیادہ کریم ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۱۵)

۵۔ حضرت عمر بن ذر علیہ الرحمتہ آپ نے اپنے فرزند کو قبر میں اتار کر یوں دعا کی کہ اے ذر بن عمر! خدا تجھ پر رحمت کرے مجھے اس کی امید ہے اور خدا تجھ کو عذاب سے بچائے مجھے اس کا اندیشہ ہے کاش مجھے خبر ہو جاتی کہ تو نے خدا سے کیا کہا۔ اور خدا نے تجھ سے کیا فرمایا۔ اے اللہ! میرا بیٹا ذر تو نے اس سے مجھے فائدہ مند فرمایا تھا۔ اور تو نے اس کی روزی اور عمر پوری کر دی۔ اور یقیناً تو نے کوئی ظلم نہیں کیا ہے اے اللہ! میں نے اس پر اپنی اور تیری اطاعت لازم کر دی تھی اور اے اللہ! تو نے میری مصیبت پر اجر کا وعدہ فرمایا ہے تو مجھے اجر عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچالے۔ اس دعا پر حاضرین کو رقت طاری ہو گئی اور سب لوگ رونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے ذر تیرے بعد اب میرا کوئی خاص باقی نہیں رہ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے مجھے کسی انسان کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اے بیٹا! اب ہم تجھے چھوڑ کر جارہے ہیں اور اگر ہم یہاں ٹھہریں

بھی تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔

نوٹ:۔ حضرت ذر کے باپ کا نام بھی ذر تھا۔ اور ان کے بیٹے کا نام بھی ذر تھا۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص۱۵۱)

۶۔ بصرہ کی ایک صابرہ عورت

بصرہ کی ایک عورت کو دیکھ کر ایک شخص نے کہا کہ تیرے چہرے پر عجیب رونق ہے۔ شاید تجھے کوئی غم نہیں پہنچا ہے۔ تو عورت نے کہا کہ غم تو مجھے ایسا پہنچا ہے کہ شاید بہت ہی کم لوگوں کو ایسا غم پہنچا ہوگا۔

سنو! میرے دو بچے نہایت ہی خوبصورت تھے جو ہر وقت میرے سامنے کھیلتے رہتے تھے۔ بقر عید کے دن میرے شوہر نے ایک بکری کی قربانی کی جس کو میرے بڑے لڑکے نے دیکھ لیا تھا۔ تو اس نے میرے چھوٹے لڑکے سے کہا کہ آؤ میں تجھے دکھلا دوں کہ کس طرح میرے باپ نے بکری ذبح کی تھی۔ یہ کہا اور چھری لے کر اس نے اپنے چھوٹے بھائی کو ذبح کر دیا۔ پھر وہ ڈر سے پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کو بھیڑیا کھا گیا۔ پھر میرا شوہر اس بچے کی تلاش میں پہاڑ پر چڑھا تو وہ پیاس سے مر گیا۔ اے شخص ایک ہی دن دونوں بیٹے اور شوہر کی موت کا غم مجھ پر پڑ گیا۔ اب میں دنیا میں اکیلی رہ گئی ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے صبر کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ میں نے کبھی اس اپنی مصیبت گریہ و بکا کر کے نہ غم منایا نہ کوئی ناشکری کا لفظ زبان سے نکالا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص۱۵۱)

۴

اموات کے لیے کس نے کیا خواب دیکھا؟

مومن کے اچھے اچھے خوابوں کی بہت وقعت و اہمیت ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ یَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰی لَهٗ۔

نبوت میں سے مبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہ گیا ہے۔ تو صحابہ نے کہا کہ مبشرات کیا ہیں تو ارشاد فرمایا کہ اچھے اچھے خواب خود مسلمان اس کو اپنے لیے دیکھے، یا کوئی دوسرا اس کے لیے دیکھے۔

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۹۴ بحوالہ بخاری)

تو اموات کے بارے میں بزرگوں نے جو اچھے اچھے خواب دیکھے ہیں۔ ان میں سے چند خوابوں کو ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو ان خوابوں سے عبرت حاصل ہو۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الْمُوَفِّق۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی وفات کے بعد لوگوں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اے امیر المومنین! آپ اپنی زبان کے بارے میں فرمایا کرتے تھے۔ کہ اسی زبان نے مجھے ہلاکت کی جگہوں میں گرایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اسی زبان سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پڑھا تھا۔ تو اسی زبان نے مجھے جنت میں داخل کر دیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے بڑی تمنا تھی کہ کاش میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کبھی خواب میں دیکھ لیتا۔ تو ایک سال کے بعد میں نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتے ہوئے میرے سامنے تشریف لائے۔ تو میں نے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ کا کیا حال ہے؟ تو فرمایا کہ میں نے ابھی ابھی حساب سے فرصت پائی ہے۔ اور اگر میں نے اپنے رب کو رؤف و رحیم نہ پایا ہوتا تو میرے قدم ڈگمگا جاتے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۰)۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ اپنی زندگی میں میرے والد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خواب دیکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے۔ تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کی امت کی طرف سے مجھے بڑی تکلیفیں پہنچی ہیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ آپ یوں دعا کیجئے کہ یا اللہ! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگ عطاء فرما اور ان لوگوں کو مجھ سے بدتر آدمی عطا فرما۔ چنانچہ اس خواب کے بعد ہی عبد الرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپ کو شہید کر دیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

آپ ایک دن اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے ہوئے نیند سے بیدار ہوئے۔ اور فرمایا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہو گئے۔ کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شیشی میں خون لیے فرما رہے ہیں۔ کہ یہ میرے فرزند حضرت امام حسین کا خون اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ جس کو میں خداوند قدوس کے دربار میں پیش کرنے کے لیے جا رہا ہوں۔

چنانچہ اس کے بعد چودھویں دن یہ خبر آگئی کہ کربلا میں حضرت امام حسین اور ان کے ساتھی شہید کر دیئے گئے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

۵۔ حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ

آپ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تشریف فرما دیکھا۔ تو میں نے سلام کیا۔ اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے درمیان میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ حضرت علی و حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لایا گیا۔ اور ایک گھر میں دونوں کو داخل کر کے دروازہ بند کر دیا گیا۔ پھر بہت جلد حضرت علی گھر میں سے یہ کہتے ہوئے نکلے کہ رب کعبہ کی قسم۔ میرا فیصلہ ہو گیا۔ پھر حضرت معاویہ یہ کہتے ہوئے نکلے کہ رب کعبہ کی قسم، میری مغفرت ہو گئی اس کے بعد میں نیند سے بیدار ہو گیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

۶۔ حضرت اُویس قرنی علیہ الرحمۃ

ابو یعقوب قاری، دقیقی نے بیان کیا کہ میں نے خواب دیکھا کہ ایک بہت لمبے آدمی ہیں۔ جن کا رنگ گندمی ہے۔ اور بہت سے لوگ ان کے پیچھے پیچھے چل رہے ہیں۔ کسی نے بتایا کہ یہ اویس قرنی ہیں۔ تو میں نے ان کے سامنے آکر عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمایئے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ تم خدا کی محبت کے وقت اس کی رحمت کا دھیان رکھو۔ اور گناہ کرتے وقت اس کے عذاب کو یاد رکھو۔ اور تم کسی حال میں بھی خدا سے اپنی امیدواری کو مت کاٹو۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۳)

۷۔ حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ

آپ کی وفات کے بعد بغداد کے کسی بزرگ نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ تو دریافت کیا کہ اے امام۔ آپ کے ساتھ خدا کا کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا کہ "الحمد للہ" میری مغفرت ہو گئی۔ بزرگ نے کہا کہ غالباً آپ کی علمی و دینی خدمتوں کی بناء پر مغفرت ہوئی ہوگی؟ آپ نے جواب

دیا کرتہیں۔ مجھے تو ارحم الراحمین نے صرف اتنی بات پر بخش دیا کہ میرے مخالفین میرے بارے میں ایسی افواہیں اور تہمتیں پھیلایا کرتے تھے۔ جو مجھ میں نہیں تھیں۔ اور میں ہمیشہ ان کی ایذاؤں پر صبر کیا کرتا تھا۔ (اولیاء رجال الحدیث ص۳۰)

۸۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمتہ

بغداد کے مشہور بزرگ حضرت معروف کرخی نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ تم مجھے امام ابو یوسف کی وفات کی خبر دینا۔ رفیق کا بیان ہے کہ میں بغداد کے ایک دروازے پر پہنچا۔ تو امام ابو یوسف کا جنازہ جا رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ اگر حضرت معروف کرخی کو خبر دینے جاتا ہوں۔ تو نماز جنازہ فوت ہو جائے گی۔ اس لیے میں نماز جنازہ پڑھ کر ان کے پاس گیا۔ اور ان کو خبر سنائی تو ان کو بے حد صدمہ ہوا۔ بار بار انا للہ پڑھتے رہے اور افسوس کرتے رہے کہ ہائے میں ان کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہو سکا۔ پھر فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں۔ وہاں دیکھتا ہوں کہ ایک محل تیار ہے اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ محل امام ابو یوسف کے لیے بنا ہے۔ ان کی اچھی تعلیم اور تعلیم دین کے شوق کے صلہ میں۔ اور انہوں نے لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کیا اس کے اجر میں خدا نے ان کو یہ بلند مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

۱۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ میں ان کی وفات ہوئی مزار شریف بغداد میں ہے۔

(اولیاء رجال الحدیث و احیاء العلوم ج ۴)

۹۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمتہ

حضرت امام مالک علیہ الرحمتہ کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کون سے عمل پر آپ کی مغفرت ہو گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ میرا تو ایک ہی کلمہ اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا۔ اور اسی پر میری مغفرت ہو گئی۔ اور وہ کلمہ وہی ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جنازہ کو دیکھ کر پڑھا کرتے تھے کہ۔ سُبْحَانَ الَّذِي لَا يَمُوتُ

(پاک ہے وہ ذات جو ہمیشہ سے ہے اور اس کے لیے کبھی موت نہیں ہے۔
(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

۱۰۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ

حضرت ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام شافعی علیہ الرحمۃ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ تو ان کا حال پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ارحم الراحمین نے مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر میرے اوپر تازہ چمکدار موتیوں کو نثار فرمایا (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

۱۱۔ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ

آپ کے شاگردوں میں سے ایک نے اس رات میں خواب دیکھا جس رات میں خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا کہ ایک منادی یہ اعلان کر رہا ہے کہ۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (آیت نمبر ۳۳ آل عمران) وَاصْطَفَى الْحَسَنَ الْبَصْرِيَّ عَلٰى اَهْلِ زَمَانِهٖ (کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کی اولاد اور حضرت عمران کی اولاد کو سارے جہان والوں پر فضیلت میں برگزیدہ بنالیا ہے اور حضرت حسن بصری کو ان کے زمانے والوں پر فضیلت میں برگزیدہ بنالیا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۳)۔

۱۲۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ

استاذ المحدثین حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کی وفات ہوگئی۔ تو لوگوں نے آپ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کا کیا انجام ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک قدم پل صراط پر اور دوسرا قدم جنت میں رکھا۔ اور حضرت ابن عیینہ سے یہ بھی منقول ہے کہ میں نے خواب میں حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کو دیکھا کہ وہ جنت میں ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑ کر آتے جاتے رہتے ہیں۔ اور یہ آیت پڑھتے ہیں کہ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ۔ (ان نعمتوں جیسی نعمت کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے)

پھر میں نے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ تو فرمایا کہ تم دنیا کے لوگوں سے جان پہچان اور میل ملاپ کم رکھو اور قبیصہ بن عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ تو انہوں نے یہ تین اشعار پڑھے کہ۔

نَظَرْتُ اِلٰی رَبِّیْ کِفَاحًا فَقَالَ لِیْ!!
هَنِیْئًا رِضَائِیْ عَنْکَ یَا ابْنَ سَعِیْدٍ

میں نے اپنے رب کا آمنے سامنے دیدار کیا۔ تو اس نے مجھ سے فرمایا کہ اے سعید کے فرزند! میری رضا و خوشنودی تجھے مبارک ہو۔

لَقَدْ کُنْتَ قَوَّامًا اِذَا اَظْلَمَ الدُّجٰی
بِعَبْرَةِ مُشْتَاقٍ وَّ قَلْبِ عَمِیْدٍ!

بے شک اندھیری راتوں میں تم بہت زیادہ قیام اللیل کرتے تھے مشتاق کے آنسو اور عاشق کے دل کے ساتھ

فَدُوْنَکَ فَاخْتَرْ اَیَّ قَصْرٍ اَرَدْتَّهٗ
وَزُرْنِیْ فَاِنِّیْ مِنْکَ غَیْرُ بَعِیْدٍ

تو تم جونسا محل چاہو اپنے لیے چن لو۔ اور تم میری زیارت کرتے رہو۔ کیونکہ میں تم سے دور نہیں ہوں۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۳۲ وغیرہ)

۱۳۔ حضرت عبدالواحد بن زید علیہ الرحمۃ آپ کبار اولیاء میں سے ہیں۔ آپ نے بیان فرمایا کہ میں نے حج کے دوران ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اٹھتے بیٹھے۔ اور اپنے ہر سکون و حرکت میں لگاتار درود شریف ہی پڑھتا رہتا ہے۔ دوسری کوئی دعا میں نے اس کی زبان سے سنی ہی نہیں۔ میں نے اس سے اس کا راز پوچھا۔ تو اس نے بتایا کہ میں پہلی بار اپنے والد کو ہمراہ لے کر حج

کے لیے گیا تو واپسی پر ایک منزل میں مجھے نیند آگئی۔ تو میں نے خواب دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اٹھ تیرا باپ مر گیا۔ اور اس کا چہرہ بالکل ہی کالا ہو گیا ہے۔ تو میں گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ اور اپنے باپ کے سر سے چادر ہٹائی۔ تو واقعی وہ مردہ پڑے ہوئے تھے۔ اور ان کا چہرہ کالا ہو گیا تھا۔ تو میں بے حد ڈرا۔ اور نہایت ہی رنجیدہ و غمگیں ہو گیا۔ اور اسی فکر و غم میں میری آنکھ لگ گئی تو میں نے دیکھا کہ چار حبشی لوہے کے چار ستون لیے ہوئے میرے باپ کے سرہانے کھڑے ہیں۔ اچانک یہ نظر آیا کہ ایک نہایت ہی خوبصورت آدمی سبز لباس میں آگیا۔ اور مجھ سے کہا کہ اٹھ تیرے باپ کا چہرہ گورا اور خوب روشن ہو گیا۔ تو میں نے دریافت کیا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ آپ کون ہیں تو فرمایا۔ کہ میں تمہارا نبی ہوں میں فوراً ہی جاگ گیا اور اپنے باپ کے سر سے چادر ہٹا کر دیکھا تو واقعی میرے باپ کا چہرہ خوب روشن اور رنگ نہایت گورا ہو گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے کبھی اور کسی حال میں بھی میں نے درود شریف کا پڑھنا نہیں چھوڑا۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۳۱)

۱۴۔ حضرت ابراہیم حربی علیہ الرحمۃ

حضرت ابراہیم بن اسحاق حربی علیہ الرحمۃ ایک بلند مرتبہ عالم دین اور بزرگ ترین اولیاء میں سے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ خاتون کو خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ کہو تم پر کیا گزری؟ تو اس نے کہا کہ میری مغفرت ہو گئی تو میں نے کہا کہ شاید ان اخراجات کی وجہ سے جو تم نے مکہ مکرمہ کے راستے میں نہر نکالنے پر خرچ کیے ہیں۔ تمہاری بخشش ہو گئی؟ تو کہا کہ ان اخراجات کا ثواب تو ان مال کے مالکوں کو مل گیا جن کی رقمیں شاہی خزانہ میں تھیں جس سے میں نے نہر بنوائی تھی۔ میری مغفرت تو میری اچھی نیت کی بدولت ہو گئی۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ زبیدہ خاتون نے خواب میں بتایا کہ میں ان چار کلمات کی وجہ سے بخش دی گئی۔ جن کو زندگی میں بطور

وظیفہ روزانہ پڑھا کرتی تھی۔ اور وہ یہ ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُفْنِیْ بِھَا عُمْرِیْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَدْخُلُ بِھَا قَبْرِیْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَخْلُوْ بِھَا وَحْدِیْ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْقٰی بِھَا رَبِّیْ۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۲)

۱۵۔ حضرت ایوب سختیانی علیہ الرحمۃ

بہت ہی بلند مرتبہ محدث ہیں۔ آپ نے ایک بہت ہی گنہگار آدمی کے جنازہ کو دیکھا تو گھر کے اندر چلے گئے، تاکہ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھانی پڑے۔ تو کسی نے اس گنہگار کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم پر کیا گزری؟ تو اس نے کہا کہ میرے رب نے جو غفور رحیم ہے۔ مجھے بخش دیا۔ اور تم ایوب محدث کو قرآن مجید کی یہ آیت سنا دینا کہ لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْۤ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْیَةَ الْاِنْفَاقِ ـ یعنی اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہو جاتے تو اس وقت تم خرچ ہو جانے کے ڈر سے بخیل ہو جاتے (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۳)

۱۶۔ حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ

یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے جلیل القدر شاگرد اور مشہور تارک الدنیا و عبادت گزار بزرگ ہیں۔ جس رات میں ان کی وفات ہوئی، بہت سے مشائخ نے اس رات میں یہ خواب دیکھا کہ جنت میں خوب زینت کی جا رہی ہے۔ اور ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔ تو مشائخ نے خواب ہی میں پوچھا کہ یہ کون سی رات ہے؟ تو آواز آئی کہ اس رات میں حضرت داؤد طائی علیہ الرحمۃ کی وفات ہو گئی ہے، ہر طرف فرشتوں کا ہجوم، یہ آرائش اور یہ چہل پہل ان کی روح کی آمد آمد کے لیے ہے (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۶)

۱۷۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک علیہ الرحمۃ

یہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے بڑے محب اور محبوب شاگرد اور رئیس الفقہاء استاذ المحدثین ہیں۔ علامہ ابن راشد کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عبد اللہ بن مبارک

کا خواب میں دیدار ہوا تو میں نے کہا کہ آپ تو وفات پا گئے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ گزرا؟ تو فرمایا کہ میری مغفرت ہو گئی۔ پھر میں نے حضرت سفیان ثوری کا حال دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ واہ واہ! وہ تو مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ط وہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا کا انعام ہے۔ یعنی انبیاء اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ ہیں۔ اور یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۲۳)

۱۸۔ حضرت متمم دورقی علیہ الرحمۃ

بعض مشائخ نے حضرت متمم دورقی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا۔ یہ اپنے دور کے مشہور و ممتاز اولیاء میں سے ہیں۔ لوگوں نے خواب ہی میں پوچھا کہ آپ کہاں ہیں؟ اور کس حال میں ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے جنت میں بھیج دیا۔ پھر مجھے بلا کر پوچھا کہ تمہیں جنت کی کوئی چیز اچھی لگی؟ تو میں نے عرض کیا۔ نہیں۔ تو ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں جنت کی کوئی چیز پسند آ گئی ہوتی۔ تو میں تم کو جنت ہی کے سپرد کر دیتا اور تم کو میرا وصال نصیب نہ ہوتا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۲۱)

۱۹۔ حضرت ورقاء بن بشر حضرمی علیہ الرحمۃ

ابوبکر بن ابومریم محدث کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ورقاء بن بشر حضرمی علیہ الرحمۃ کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ خدا کے ساتھ ان کا معاملہ کیا؟ اور کیسا رہا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ بڑی مشقتوں کے بعد میری نجات ہو گئی۔ تو میں نے دریافت کیا کہ کون سے عمل کو آپ نے سب سے افضل پایا؟ تو انہوں نے کہا کہ وہ دن رات خدا کے خوف سے رونا۔

۲۰. حضرت یحییٰ بن معین علیہ الرحمۃ | یہ امام جرح و تعدیل اور حدیثوں کو پرکھنے کے بادشاہ ہیں۔ جیش بن مبشر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت یحییٰ بن معین کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا۔ اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا اور کیسا معاملہ فرمایا؟ تو جواب دیا کہ میری مغفرت ہو گئی۔ اور دو مرتبہ مجھ کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ ان کی وفات کے بعد بغداد کے ایک بزرگ نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جارہے ہیں۔ اور دریافت کرنے پر فرمایا کہ یحییٰ بن معین کی نماز جنازہ میں جارہا ہوں۔ یہ وہ شخص تھا کہ میری حدیثوں سے جھوٹ کو دفع کیا کرتا تھا۔ (تہذیب التہذیب وغیرہ)

۲۱. حضرت ابوبکر کتّانی علیہ الرحمۃ | مشائخ صوفیہ میں یہ بہت ہی نامور بزرگ ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک جوان کو دیکھا کہ کبھی اتنا خوبصورت جوان میری نظروں کے سامنے نہیں آیا تھا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے کہا کہ میرا نام "تقویٰ" ہے تو میں نے کہا کہ تم کہاں رہتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ ہر غمگین دل میں۔ پھر وہ مڑا تو ایک بدشکل اور بہت کالی عورت نظر آئی۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو اس نے کہا کہ "بدکاری"، تو میں نے کہا کہ تم کہاں رہتی ہو؟ تو اس نے کہا کہ ہر خوشی منانے والے اترانے والے کے دل میں۔ ابوبکر کتانی کہتے ہیں کہ خواب دیکھ کر میں جاگ گیا۔ اور میں نے خدا سے یہ عہد کر لیا کہ اب زندگی بھر میں سوائے اختیاری ہنسی کے کبھی نہیں ہنسوں گا۔

(احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۳۲)

۲۲. حضرت ابوسعید خراز علیہ الرحمۃ | یہ اکابر اولیاء میں سے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ میں نے خواب میں ابلیس کو دیکھا تو اس کو

مارنے کے لیے اپنی لاٹھی اٹھائی۔ مگر وہ بالکل خوفزدہ نہیں ہوا۔ تو اس وقت ایک غیبی آواز میں نے سنی کہ اے ابوسعید خراز! یہ ابلیس ہے۔ یہ لاٹھی ڈنڈے سے نہیں ڈرتا ہے یہ تو بس اس شخص سے کانپتا اور لرزتا رہتا ہے۔ جس کے قلب میں ایمان کا نور ہوتا ہے۔

اور ابوسعید خراز نے یہ بھی فرمایا کہ میں دمشق میں تھا تو میں نے یہ خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کاندھوں پر ٹیک لگائے تشریف لائے۔ اور میں اس وقت کوئی راگ گا رہا تھا۔ اور سینہ کوٹ رہا تھا۔ تو حضور نے فرمایا کہ اے ابوسعید! اس کا شر اس کے خیر سے بڑھ کر ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص۲۳۲)۔

۲۳۔ حضرت احمد بن ابی الحواری علیہ الرحمۃ

یہ بڑے پائے کے اولیاء کاملین میں سے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں اپنی ایک لونڈی کو دیکھا جس کا چہرہ چمک رہا تھا۔ تو میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے چہرے پر اتنی چمک کیسے پیدا ہو گئی؟ تو اس نے کہا کہ آپ کو یاد نہیں ایک رات آپ خوف خدا سے زار زار رو رہے تھے۔ اور آپ کے آنسو بہہ رہے تھے تو کمال محبت سے میں نے آپ کے آنسوؤں کو اپنے چہرے پر مل لیا تھا۔ یہ چمک اسی آنسو کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۲ ص۲۳۲)

۲۴۔ حضرت یحییٰ بن سعید قطان علیہ الرحمۃ

زہیر بن نعیم بابی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ یحییٰ بن سعید قطان محدث کے بدن پر ایک کرتا ہے جس پر یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كِتَابٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ بَرَاءَةٌ لِّيَحْيٰى بْنِ سَعِيْدِ الْقَطَّانِ مِنَ النَّارِ یعنی خدا کی طرف سے یہ لکھی ہوئی تحریر ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان کے لیے جہنم سے نجات ہے (تہذیب التہذیب)

۲۵. حضرت خطیب بغدادی علیہ الرحمۃ

حضرت خطیب بغدادی کی عظمت اور ان کی جلالت شان کا کیا کہنا؛ دیکھو ہماری کتاب اولیاء رجال الحدیث) ان کی وفات کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اَنَا فِیْ رَوْحٍ وَّرَیْحَانٍ وَّجَنَّۃِ نَعِیْمٍ یعنی میں آسام وراحت اور خوشبو اور نعمتوں کی جنت میں ہوں (بستان المحدثین)

۲۶. حضرت منصور بن اسمٰعیل علیہ الرحمۃ

آپ کا بیان ہے کہ میں نے عبد اللہ بزار محدث علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؛ تو انہوں نے کہا کہ جن جن گناہوں کا میں نے اقرار کرلیا۔ ان سب گناہوں کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیا۔ لیکن ایک گناہ کا شرم کی وجہ سے میں اقرار نہیں کرسکا۔ تو خداوند کریم نے مجھے پسینہ کی حالت میں کھڑا رکھا۔ یہاں تک کہ میرے چہرے کا گوشت گل کر گر پڑا۔ تو میں نے پوچھا کہ وہ کون سا گناہ تھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا۔ تو وہ مجھ کو بہت اچھا لگا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے شرم کے باعث اپنے اس گناہ کا اقرار نہیں کیا۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۳۱)

۲۷. حضرت ابو جعفر صیدلانی علیہ الرحمۃ

آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ حضور فقراء کی ایک مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ تو میں بھی اس مجلس میں بیٹھ گیا پھر آسمان پھٹا اور دو فرشتے اترے۔ ایک کے ہاتھ میں لوٹا اور دوسرے کے ہاتھ میں ایک طشت تھا۔ پہلے ان فرشتوں نے حضور کا ہاتھ دھلایا۔ پھر آپ کے حکم سے دوسرے لوگوں کا ہاتھ دھلایا جب میری باری آئی تو ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں ہے تو دوسرے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا یہ آپ کی حدیث شریف نہیں ہے کہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (آدمی اسی

کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھے! تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیوں نہیں۔ تو میں نے کہا کہ میں تو حضور سے اور ان فقراء سے محبت رکھتا ہوں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کا بھی ہاتھ دھلاؤ۔ یہ بھی انہی لوگوں میں سے ہے (احیاء العلوم جلد ۴ صفحہ ۳۱)

۲۸۔ حضرت عبداللہ بن عون خزاز علیہ الرحمۃ حضرت محمد بن فضاء نے فرمایا کہ میں خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا۔ تو مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ عبداللہ بن عون کی ہمیشہ زیارت کرتے رہو۔ کیونکہ وہ محبوب الٰہی ہے (تہذیب التہذیب ۱۱)

۲۹۔ حضرت صالح بن مبشر علیہ الرحمۃ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سلمی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا۔ تو ان سے کہا کہ دنیا میں تو آپ بہت غمگین رہا کرتے تھے۔ اب کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہاں آکر مجھے بڑی راحت اور دائمی خوشی نصیب ہوئی ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ آپ کس درجے میں ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔ (یعنی میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ یعنی نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ساتھ) حضرت عطا سلمی بلند مرتبہ محدث اور بہت نامور اولیاء کرام میں سے ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۴ صفحہ ۳۱ و صفحہ ۳۲)

۳۰۔ حضرت یزید بن مذعور علیہ الرحمۃ آپ نے فرمایا کہ میں نے امام اوزاعی (محدث شام) کو خواب میں دیکھا۔ اور عرض کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے کہ میں خدا کا مقرب بن جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے علماء کرام اور غمگین رہنے والوں سے بڑھ کر کسی کا درجہ نہیں دیکھا۔ یزید بن مذعور بہت عمر دراز اور بہت ہی بوڑھے تھے۔ وہ ہر وقت خوف خدا سے رویا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ روتے روتے وہ نابینا ہو گئے تھے (احیاء العلوم ج ۴ صفحہ ۳۲)

۵

غلبۂ خوف میں کس نے کیا کہا؟

یہ شریعت کا مسئلہ ہے کہ اَلْیَأسُ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ کُفْرٌ۔ یعنی خدا کی رحمت سے بالکل ہی ناامید ہو جانا۔ اور اپنی مغفرت سے مایوس ہو جانا کفر ہے۔ اور وکذا الامن من عقوبۃ کفر یعنی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بے خوف اور نڈر ہو جانا بھی کفر ہے ایمان والے کا نشان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مغفرت کی امید بھی رکھے۔ اور اس کے عذاب سے ڈرتا بھی رہے۔ بزرگانِ سلف کا یہ طریقہ رہا ہے کہ بعض پر امید کا غلبہ اور بعض پر خوف کا غلبہ رہا ہے۔ ہم یہاں چند بزرگوں کے واقعات درج کرتے ہیں۔ جن پر خوفِ خداوندی غالب رہا ہے۔ اور وہ غلبہ خوف میں بڑے بڑے عبرت خیز و رقت انگیز کلمات بولتے رہے ہیں آپ بھی ان کو پڑھ کر عبرت حاصل کیجئے۔

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف الٰہی کا بے حد غلبہ تھا۔ کسی چڑیا کو دیکھتے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں تیری ہی طرح ایک پرندہ ہوتا۔ اور انسان نہ ہوتا تاکہ میں قیامت کے دن اعمال کے حساب سے بچ جاتا۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۵۹)

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس قدر خدا کا خوف غالب تھا کہ آپ قرآن مجید کی آیت سنکر بے ہوش ہو جاتے۔ اور کئی کئی دنوں تک ان پر غشی کا دورہ پڑتا رہتا تھا۔ یہاں تک

کہ لوگ ان کی عیادت (بیمار پرسی) کے لیے جایا کرتے تھے۔

اور ایک دن آپ نے ایک تنکا ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ کاش میں بجائے عمر ہونے کے یہ تنکا ہوتا۔ کبھی فرماتے کہ کاش میں کوئی قابل ذکر شخصیت نہ ہوتا۔ کبھی یہ کہتے کہ کاش عمر کی ماں عمر کو نہ جنتی۔ اور منقول ہے کہ آپ کے چہرے میں آنسوؤں کے بکثرت بہنے کی وجہ سے دو کالی لکیریں بن گئی تھیں۔ ایک مرتبہ خود ہی آپ نے سورۃ اذا الشمس کی تلاوت کی۔ اور جب وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کی آیت پر پہنچے۔ یعنی جب نامہ اعمال کھولے جائیں گے تو اس کو پڑھتے ہی ان پر اس قدر خوف الٰہی طاری ہو گیا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ایک دن آپ گدھے پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔ اور کوئی آدمی اپنے گھر میں سورۃ الطور پڑھ رہا تھا۔ جب آپ نے إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ۔ کی آیت سنی تو گدھے سے اتر کر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر دیر تک بیٹھے رہے۔ پھر گھر آکر ایک مہینہ بیمار رہے۔ اور لوگ آپ کی عیادت کے لیے آتے جاتے رہے۔ مگر کسی کو آپ کی بیماری کا سبب معلوم نہ ہو سکا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۹۰)

۴۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک دن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجر کی نماز پڑھ کر بے قراری کے ساتھ ہاتھ ملتے ہوئے مسجد کے باہر نکلے۔ اور فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کو جس حال میں دیکھا ہے۔ آج میں کسی آدمی میں ان کی مشابہت کا اثر نہیں دیکھ رہا ہوں۔ صحابہ کرام رات بھر جاگ کر نمازوں میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ صبح کو ان کے بال پراگندہ اور چہرہ زرد دکھائی دیتا تھا۔ اور وہ ڈگمگاتے ہوئے چلا کرتے تھے۔ اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر رہا کرتی تھیں۔ اور آج لوگوں کا یہ حال ہے کہ ہر طرف لوگ غفلت اور بے خوفی کے ساتھ ادھر ادھر پھر رہے ہیں۔ کسی کے چہرے پر خوف خداوندی کا اثر نظر ہی نہیں آتا۔ آپ نے جس دن یہ فرمایا اس کے بعد پھر کسی نے کبھی آپ کو ہنستے ہوئے

نہیں دیکھا یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی نے آپکو شہید کر دیا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

۴. حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح صحابی فاتح شام رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکثرت فرمایا کرتے تھے کہ میری تو یہی تمنا ہے کہ میں بجائے ابوعبیدہ ہونے کے ایک مینڈھا ہوتا۔ جس کو لوگ ذبح کر کے پکاتے۔ اور اس کا گوشت کھا کر اس کا شوربہ پی لیتے۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

۵. حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بلند مرتبہ صحابی ہوتے ہوئے غلبۂ خوف میں فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں آدمی نہ ہوتا۔ بلکہ میں راکھ ہوتا جو ہواؤں میں اڑا دیا جاتا۔ (تو بہت اچھا ہوتا تاکہ میں قیامت کے دن حساب اعمال سے بچ جاتا۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

۶. حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ ایک مشہور صحابی ہیں آپ پر خوف الٰہی کا ایسا غلبہ تھا کہ قرآن مجید سننے کی تاب نہیں رکھتے تھے۔ اگر کبھی کوئی آیت سن لیتے تو چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اور کئی دن بے ہوش رہا کرتے تھے۔ ایک دن قبیلۂ خثعم کا ایک قاری آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کر دی۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ۝ وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ (پ ۱۶ سورہ مریم آیت ۸۶) جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم قیامت کے دن متقی لوگوں کو مہمانوں کی صورت میں رحمٰن کے دربار میں جمع کریں گے۔ اور مجرموں کو ہانک کر جہنم کی طرف پیاسا لے جائیں گے۔ آیت سنکر آپ نے فرمایا کہ میں تو متقی لوگوں میں سے نہیں ہوں۔ بلکہ میں تو مجرمین میں سے ہوں۔

اے قاری! اس آیت کو پھر پڑھ۔ چنانچہ قاری نے اس آیت کو دوبارہ پڑھا تو

آپ نے زور سے ایک چیخ ماری۔ اور فوراً آپ کی وفات ہوگئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۰)

۷۔ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ جب بھی نماز کے لیے وضو کرتے تو خوف خداوندی سے آپ کا چہرہ پیلا پڑ جاتا۔ تو گھر والوں نے پوچھا کہ آپ کی یہ کیا عادت ہوگئی ہے؟ کہ ہمیشہ وضو کے بعد آپ اس قدر ڈر جاتے ہیں کہ چہرہ پیلا پڑ جاتا ہے۔ اور آپ کانپنے لگتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ میں کس کے سامنے نماز میں کھڑا ہونے والا ہوں؟ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

۸۔ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ آپ نے ایک آدمی کو زور سے قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے دیکھا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اے جوان! کیا تو پل صراط پر گزر چکا ہے؟ تو اس نے کہا کہ جی نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تجھے معلوم ہو چکا ہے کہ تو جنتی ہے یا جہنمی؟ تو اس نے جواب دیا کہ جی نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر یہ ہنسی کیسی؟ اور کس بنا پر ہے؟ تو اس جوان پر یہ اثر ہوا کہ پھر وہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

۹۔ حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ آپ کا بیان ہے کہ میں نے طواف کعبہ کے دوران ایک لڑکی کو دیکھا کہ وہ کعبہ معظمہ کے پردوں سے چمٹی ہوئی رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ یارب! بہت سی شہوتوں کی لذتیں جاتی رہیں۔ اور ان کی سزائیں میرے سر پر رہ گئیں۔ اے میرے رب کیا جہنم کے سوا مجھے سزا دینے کی اور کوئی دوسری صورت نہیں ہے؟ وہ لڑکی ساری رات صبح تک اپنی جگہ پر بیٹھی روتی اور دعائیں مانگتی رہی۔ حضرت مالک بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے اس لڑکی کا حال اور اس کی دعاؤں کو سنکر اپنا سر پکڑ لیا۔ اور میری چیخ نکل گئی اور میں نے کہا کہ مالک بن دینار کی ماں مالک بن دینار کو روئے (یعنی مالک بن دینار مر جائے)۔
(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۰)

۱۰۔ حضرت حاتم اصم علیہ الرحمۃ

آپ فرمایا کرتے تھے کہ اچھے مکان پر ناز نہ کرو۔ جنت سے زیادہ اچھا مکان اور کون ہوگا؟ مگر اس مکان میں حضرت آدم کا کیا انجام ہوا؟ اور عبادت کی کثرت پر غرور نہ کرو۔ ابلیس سے بڑا کون عابد ہوگا؟ مگر اس کو کیا ملا؟ اور علم کی زیادتی پر گھمنڈ نہ کرو۔ دیکھو بلعم باعوراء کو خدا کا اسم اعظم معلوم تھا۔ مگر اس کا کیا انجام ہوا؟ کہ وہ کافر ہوگیا۔ اور اس کی زبان لٹک کر سینے پر آگئی۔ اور نیکوں کی صحبت سے بھی فریب نہ کھاؤ۔ دیکھو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ابو لہب اور ابو طالب نے دیکھا۔ صحبت بھی اٹھائی۔ قرابت بھی تھی مگر ان دونوں کو کچھ نفع نہیں پہنچا (احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۶۰)

۱۱۔ حضرت سری سقطی و عطاء سلمی علیہما الرحمۃ

یہ دونوں اولیاء کاملین میں سے ہیں حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ میں روزانہ اپنی ناک کو بغور دیکھتا ہوں۔ کہ کہیں گناہوں کی وجہ سے میرا منہ کالا تو نہیں ہوگیا ہے؟ حضرت عطا سلمی کبھی جنت کی دعا نہیں مانگتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ گناہ معاف ہونے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ مرض الموت میں ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز کی خواہش ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جہنم کا خوف میرے دل میں کوئی خواہش پیدا ہونے ہی نہیں دیتا۔ اور لوگوں کا بیان ہے کہ چالیس برس تک حضرت عطا سلمی نے نہ آسمان کی طرف دیکھا۔ نہ کبھی ہنسے۔ ایک مرتبہ بلا ارادہ آسمان کی طرف دیکھ لیا۔ تو خوف سے کانپ کر گر پڑے۔ اور ان کی آنت اتر آئی۔ اور یہ بھی مشہور ہے کہ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا کے خوف سے اپنے بدن کو ٹٹولا کرتے تھے کہ کہیں میں مسخ تو نہیں ہوگیا ہوں۔

(احیاء العلوم جلد ۲ ص ۱۶۱)

۱۲۔ حضرت صالح مری علیہ الرحمۃ

آپ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عابد کے سامنے یہ آیت پڑھ دی کہ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ

فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔ (پ ۲۲۔ الاحزاب۔ آیت ۶۶)

(جس دن ان کے چہرے جہنم میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ اور وہ یہ کہتے ہوں گے کہ کاش ہم لوگوں نے اللہ و رسول کی اطاعت کرلی ہوتی) یہ آیت سنکر وہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے تو انہوں نے کہا کہ اے صالح! کچھ اور زیادہ پڑھیے۔ کیوں کہ میں اپنے دل میں غم کی کیفیت محسوس کرتا ہوں۔ تو میں نے یہ پڑھ دیا کہ کُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْھَآ اُعِیْدُوْا فِیْھَا (پ ۲۱۔ السجدہ آیت ۲۰)۔ جب جہنمی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے۔ تو دوبارہ اس میں ڈال دیئے جائیں گے۔ اس آیت کو سنکر وہ عابد زمین پر گر پڑے۔ اور اسی دم ان کی روح پرواز کر گئی۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۱)

یہی صالح مری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ "ابن السماک"، جو نامور محدث اور باکمال واعظ و عابد تھے۔ ہمارے یہاں آئے اور مجھ سے کہا کہ آپ اپنے یہاں کے عابدوں کے عجائب مجھے دکھلائیے تو میں ان کو محلہ کے ایک چھپر میں لے گیا۔ تو وہاں ایک آدمی ٹوکری بنا رہا تھا۔ تو میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھ دی کہ۔

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْٓ اَعْنَاقِھِمْ وَالسَّلٰسِلُ یُسْحَبُوْنَ ۙ فِی الْحَمِیْمِ ۙ ثُمَّ فِی النَّارِ یُسْجَرُوْنَ۔ (پ ۲۴۔ المومن۔ ۷۲)

جب ان (جہنمیوں) کی گردن میں طوق اور زنجیریں ہوں گی۔ وہ لوگ گھسیٹے جائیں گے۔ کھولتے ہوئے پانی میں۔ پھر آگ میں جلائے جائیں گے۔

تو آیت سنکر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا۔ پھر اس کو اس کے حال پر چھوڑ کر ہم ایک دوسرے عابد کے سامنے گئے۔ تو اس کے سامنے بھی میں نے یہی آیت پڑھ دی۔ تو وہ بھی چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہم لوگ تیسرے عابد کے پاس گئے۔ تو میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھ دی۔

ذٰلِکَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ یہ اس کے لیے ہے جو میرے حضور کھڑے

ہونے سے ڈرے۔ اور میں نے جو عذاب خَافَ وَعِيْدِ ۔
کا حکم سنایا ہے اس سے خوف کرے۔ (پ ۱۳۔ ابراہیم۔ آیت ۱۴)

تو وہ بھی چیخ پڑے اور ان کے نتھنوں سے اتنا خون بہا کہ وہ خون میں لت پت ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کی روح نکل گئی۔ اسی طرح میں نے "ابن اسماء" کو چھ عابدوں کے پاس پھرایا۔ اور جس کے سامنے میں نے آیت پڑھ دی وہ بے ہوش ہو گیا۔ پھر میں ساتویں عابد کے پاس ان کو لے کر چلا۔ تو ایک عورت نے چھپر کے اندر سے ہم لوگوں کو بلایا۔ جب ہم چھپر کے اندر داخل ہوئے تو ایک بوڑھا عابد اپنے مصلّے پر بیٹھا ہوا تھا۔ ہم لوگوں نے سلام کیا تو اس کو ہمارے سلام کی خبر نہیں ہوئی تو میں نے زور سے چلا کر کہا کہ اِنَّ لِلْخَلْقِ غَدًا مَقَامًا ۔ (یعنی کل قیامت میں ایک مقام پر تمام مخلوق کو کھڑا ہونا پڑے گا) تو اس بوڑھے نے کہا کہ کس کے سامنے؟ پھر وہ منہ کھولے اور آنکھ پھاڑے مبہوت بنا رہا۔ اور اوہ۔ اوہ کہتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کی بیوی نے ناراض ہو کر ہم کو اپنے گھر سے نکال دیا۔ پھر میں نے ایک دن ساتوں عابدوں کا حال معلوم کیا۔ تو پتہ چلا کہ تین تو ہوش میں آ گئے۔ اور تین وفات پا گئے۔ اور ساتواں جو بوڑھا تھا۔ تین دن تک اس طرح مبہوت و حیران رہا کہ اسے فرض نمازوں کی بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔ (احیاء العلوم جلد ۴ صہ ۱۶۱)

۱۴۔ حضرت طاؤس علیہ الرحمۃ آپ بہت ہی نامور شیخ الحدیث تھے۔ اور بادشاہ اور گورنروں کو نصیحت کرنے میں مطلق خوف نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ ان کے روبرو کلمۂ حق علی الاعلان کہہ دیا کرتے تھے۔ اور اس قدر بارعب تھے کہ کوئی آپ کا جواب دینے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ مگر خوف خداوندی کا یہ عالم تھا کہ بستر پر لیٹتے۔ تو سانپ کی طرح کروٹ بدلتے رہتے پھر بستر لپیٹ کر رکھ دیتے۔ اور فرمایا کرتے کہ جہنم کے ذکر نے خدا سے ڈرنے والوں

کی نیند ہی اڑا دی ہے پھر تہجد پڑھ کر مسجد میں چلے جاتے۔ اور نماز فجر ادا کر کے اپنے مصلی پر قبلہ رو بیٹھے رہا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۶۳)

۱۴۔ حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ

خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبد العزیز علیہ الرحمۃ کی لونڈی نیند سے بیدار ہوئی اور کہا کہ اے امیر المومنین! میں نے ابھی ابھی ایک خواب دیکھا ہے۔ تو آپ نے کہا کہ بیان کرو۔ تو لونڈی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ جہنم بھڑک رہا ہے۔ اور اس کی پشت پر پل صراط قائم کیا گیا ہے۔ تو بنی امیہ کا خلیفہ عبد الملک لایا گیا۔ وہ پل صراط پر چند قدم چلا اور جہنم میں گر گیا۔ آپ نے چونک کر پوچھا کہ پھر کیا ہوا؟ تو لونڈی نے کہا کہ پھر ولید بن عبد الملک لایا گیا۔ تو وہ بھی چند قدم چل کر جہنم میں گر گیا۔ آپ نے چونک کر سوال کیا کہ پھر کیا ہوا؟ تو لونڈی بولی کہ پھر خلیفہ سلیمان بن عبد الملک لایا گیا۔ تو وہ بھی تھوڑی دور پل صراط پر چل کر جہنم میں اوندھا ہو کر گر پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ آگے کا حال جلد بیان کر تو لونڈی نے کہا کہ اے امیر المومنین! پھر آپ لائے گئے۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر بن عبد العزیز نے چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ تو لونڈی کان میں کہنے لگی کہ اے امیر المومنین! میں نے دیکھا کہ آپ پل صراط سے پار ہو کر نجات پا گئے۔ قسم کھا کھا کر کہنے لگی کہ آپ سلامتی کے ساتھ پل صراط سے پار ہو گئے۔ مگر حضرت عمر بن عبد العزیز برابر پاؤں ٹپک ٹپک کر چیخ ملتے اور روتے چلاتے رہے، یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ (احیاء العلوم جلد ۴۔ ص ۱۶۳)

۱۵۔ حضرت خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ

ایک شخص نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک قوم کشتی پر سمندر میں سوار ہوئی۔ اور جب کشتی بیچ سمندر میں پہنچی تو کشتی ٹوٹ گئی۔ اور ہر آدمی ایک تختہ سے چمٹا ہوا بہنے لگا۔ تو بتاؤ کہ اس قوم کا کیا حال ہوگا۔

تو اس نے کہا کہ یہ لوگ بے حد خوفناک حال میں انتہائی مبہوت و حیران ہوں گے تو حضرت نے فرمایا کہ میرا حال اس قوم سے بھی زیادہ خوفناک و حیران کن ہے۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۶۲)

اللہ اکبر۔ یہ ہے علم و عمل کے پہاڑوں اور آسمان ولایت کے چمکتے تاروں کا حال کہ یہ مقدس بندگان خدا اپنے علم و عمل کی عظمت کے باوجود کس حال میں رہتے تھے۔ اور خوف خداوندی کے جذبات سے مغلوب ہو کر کیا کیا؟ اور کیسے کیسے دل ہلا دینے والے کلمات بولا کرتے تھے؟ ہم بے علم و بے عمل غافل انسانوں کے لیے ان مقدس بندگوں کا حال بہت ہی عبرت انگیز و نصیحت آموز ہے۔ واللہ تعالیٰ ھُوالموفق

یا الٰہی! جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعاء کا ساتھ ہو

یا الٰہی! جب حساب خندہ بے جا رلائے
چشم گریان شفیع مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی! رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

(۶)

قبر آدمیوں سے کیا کہتی ہے

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قبر میں مردہ رکھدیا جاتا ہے تو قبر اس مردہ سے کہتی ہے کہ اے ابن آدم! تو کس فریب میں پڑا رہا۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ میں فتنہ کا گھر ہوں۔ میں تاریکی کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ تو کس گھمنڈ میں تھا جب تو لوگوں کو دھکا دیتا ہوا۔ میرے اوپر سے گزرتا تھا۔ تو اگر مردہ نیک و صالح ہوتا ہے۔ تو ایک فرشتہ اس کی طرف سے قبر کو جواب دیتا ہے کہ اے قبر! یہ تو زمین پر لوگوں کو اچھی اچھی باتوں کا حکم دیتا تھا۔ اور بری بری باتوں سے لوگوں کو منع کیا کرتا تھا۔ یہ سنکر قبر کہتی ہے کہ یہ اگر ایسا ہی تھا تو اب میں اس کے پاس ہریالی لاؤں گی۔ اور اس کا بدن نور ہو کر دوبارہ مجھ سے نکلے گا۔ اور اس کی روح اللہ تعالیٰ کے دربار رحمت تک رسائی حاصل کرے گی (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۲۲)

عبید بن عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میت سے بوقت دفن قبر کہتی ہے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں۔ میں بے کسی کا گھر ہوں۔ اگر تو اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کا فرماں بردار تھا۔ تو آج میں تیرے لیے رحمت بن جاؤں گی اور اگر تو اللہ تعالیٰ کا نافرمان تھا تو میں تیرے لیے عذاب بن جاؤں گی۔ میں وہ جگہ ہوں کہ خدا کے فرمانبردار بندے مجھ میں داخل ہونے کے بعد مسرور ہو کر نکلتے ہیں اور خدا کے نافرماں بندے مجھ میں داخل ہو کر رنجیدہ و غمزدہ ہو کر نکلتے ہیں (احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۲۳)

محمد بن صبیح علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ جب قبر میں میت کو عذاب ہونے لگتا ہے تو

دوسرے مردے اس سے کہتے ہیں کہ اے شخص! کیا تو نے ہم لوگوں کا حال دیکھ کر کچھ بھی عبرت نہیں حاصل کی۔ ہمارے تو اعمال ختم ہو چکے تھے۔ لیکن تو تو زندہ تھا۔ اور تجھ کو کافی مہلت ملی۔ لیکن تو نے اپنے اعمال کی کچھ بھی اصلاح نہیں کی۔ اے ظاہری دنیا پر فریب کھانے والے! تو نے ان لوگوں سے عبرت نہیں پکڑی جو تجھ سے پہلے ظاہری دنیا پر فریب کھا کر زمین کے اندر چلے گئے۔ حالانکہ تو ہمیشہ دیکھا کرتا تھا کہ سب کے اقرباء و احباب لوگوں کو اسی منزل تک پہنچایا کرتے تھے۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۲۳)

۴۔ حضرت کعب علیہ الرحمتہ کا بیان ہے کہ مردہ جب قبر میں وحشتوں کا منظر دیکھتا ہے۔ تو بہت گھبراتا ہے۔ اس وقت اس کے اعمالِ صالحہ یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جہاد، صدقہ وغیرہ اس کی وحشت اور گھبراہٹ کو دور کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ قبر میں جب عذاب کے فرشتے میت کے پاؤں کی طرف سے آتے ہیں تو نماز آ کر کھڑی ہو جاتی ہے۔ کہ ہٹو تم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس نے نمازوں میں بہت لمبا لمبا قیام کیا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے سر کی جانب سے آتے ہیں۔ تو روزہ کھڑا ہو کر کہتا ہے کہ ہٹو۔ تمہیں اس طرف سے کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ اس نے دنیا میں روزہ رکھ کر خدا کے لیے بہت زیادہ پیاس برداشت کی تھی۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دائیں بائیں سے آنا چاہتے ہیں۔ تو حج و جہاد راستہ روک لیتے ہیں۔ کہ اس نے خدا کے لیے اپنے بدن کو بڑی تھکن میں ڈالا تھا۔ پھر عذاب کے فرشتے میت کے دونوں ہاتھوں کی طرف سے آنے لگتے ہیں۔ تو صدقہ روک لیتا ہے کہ اس نے ہاتھوں سے صدقہ دیا تھا پھر عذاب کے فرشتے چلے جاتے ہیں۔ اور رحمت کے فرشتے آجاتے ہیں۔ اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر جاتی ہے چوڑی کر دی جاتی ہے۔ اور اس کی قبر میں ایک قندیل جلا دی جاتی ہے۔ جس سے قیامت تک قبر میں روشنی رہے گی۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۲۲۳ و ص ۲۲۴)

۷

قبر میں عذاب کس کس طرح ہوگا؟

عذاب قبر حق ہے۔ جو قرآن مجید اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ لہٰذا اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ عذاب قبر کیونکر؟ اور کس کس طرح ہوتا ہے؟ اس بارے میں چند حدیثیں پڑھ لیجیے۔

۱۔ حدیث۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک خچر پر سوار ہو کر بنی نجار کے باغ میں گزرے۔ اور ہم لوگ ہمراہ تھے۔ تو ناگہاں خچر اس طرح بدک گیا کہ حضور کو گرا دینے کے قریب ہو گیا۔ اچانک وہاں چھ یا پانچ قبریں نظر آئیں، تو حضور نے پوچھا کہ ان قبر والوں کو کوئی جانتا ہے؟ تو ایک صحابی نے کہا کہ جی ہاں۔ مجھے معلوم ہے یہ ان مشرکین کی قبریں ہیں جو شرک کی حالت میں مر گئے ہیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ ان قبر والوں کی جماعت اپنی قبروں کے اندر عذاب میں مبتلا ہے۔ اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم لوگ مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے۔ تو میں اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا کہ تم لوگوں کو وہ عذاب سنا دے۔ جو میں سن رہا ہوں۔ پھر حضور ہم لوگوں کی طرف اپنا چہرہ انور کر کے متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ سب لوگ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگو۔ تو ہم لوگوں نے کہا کہ ہم جہنم سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم سب لوگ قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔ تو سب نے کہا کہ ہم عذاب قبر سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ تم سب لوگ ظاہری و باطنی فتنوں سے پناہ مانگو۔ تو سب لوگوں نے کہا کہ ہم ظاہری اور باطنی فتنوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں

پھر فرمایا کہ تم سب لوگ فتنہ دجال سے پناہ مانگو۔ تو سب لوگوں نے کہا کہ ہم دجال کے فتنوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں۔

(مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۵ بحوالہ مسلم)

۲۔ حدیث۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر میں دو فرشتے (منکر و نکیر) آتے ہیں اور میت کو بٹھا کر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر دوسرا سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے۔ پھر تیسرا سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہاری طرف بھیجے گئے؟ تو مومن کہہ دیتا ہے کہ یہ رسول اللہ ہیں۔ پھر آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے۔ لہٰذا اس کو جنتی بچھونے پر سلاؤ۔ اور اس کو بہشتی لباس پہناؤ اور اس کی طرف جنت کا ایک دروازہ کھول دو۔ تو اس دروازے سے قبر میں جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگتی ہے۔ اور اس کی نظر کی درازی بھر اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

اور کافر سے جب منکر و نکیر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں تو کچھ جانتا ہی نہیں پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں تو کچھ نہیں جانتا۔ پھر فرشتے سوال کرتے ہیں کہ یہ مرد کون ہیں جو تمہارے اندر بھیجے گئے؟ تو وہ کہتا ہے کہ ہائے ہائے میں تو کچھ بھی نہیں جانتا تو آسمان سے ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اس کے لیے جہنم کا بستر بچھاؤ اور اس کو جہنمی لباس پہناؤ۔ اور اس کی طرف جہنم کا ایک دروازہ کھول دو۔ تو اس دروازے سے جہنم کی گرمی اور گرم ہوا اور بدبو قبر میں آتی رہتی ہے۔ اور اس کی قبر اس قدر تنگ کر دی جاتی ہے کہ میت کی داہنی پسلیاں بائیں طرف اور بائیں پسلیاں داہنی

طرف ہو جاتی ہیں۔ اور اس کے اوپر ایک اندھا بہرا فرشتہ عذاب، لوہے کی ایک ایسے گرز کے ساتھ مسلط کر دیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ اس گرز سے پہاڑ کو مارے تو پہاڑ مٹی ہو کر بکھر جائے۔ اسی گرز سے وہ فرشتہ عذاب اس مردہ کو ایسی مار مارتا ہے کہ مشرق و مغرب کی ہر مخلوق سوائے انسانوں اور جنوں کے سب اس مار کو سنتے ہیں۔ (مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۲۵ و ص ۲۶ بحوالہ ابو داؤد)

۳۔ حدیث۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر کی قبر میں ننانوے اژدہے مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ جو اس کو کاٹتے اور ڈستے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔ اور وہ اتنے زہریلے ہیں کہ اگر ان میں کا ایک اژدھا ایک مرتبہ زمین پر پھونک مار دے تو زمین کبھی سبزی نہ اگائے گی۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۲)

۴۔ حدیث۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن میں گئے۔ جب حضور نماز جنازہ پڑھا چکے۔ اور وہ قبر میں اتارے گئے۔ اور مٹی برابر کر دی گئی تو حضور نے تسبیح پڑھی اور ہم لوگ بھی دیر تک تسبیح پڑھتے رہے۔ پھر حضور نے تکبیر پڑھی۔ اور ہم لوگ بھی دیر تک تکبیر پڑھتے رہے۔ تو کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ نے تسبیح و تکبیر کیوں پڑھی۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ اس بندہ صالح پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے کشادہ فرما دیا۔ (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۶)

۵۔ حدیث۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی صاحبزادی بی بی زینب کے دفن میں تشریف لے گئے۔ اور وہ بکثرت بیمار رہا کرتی تھیں۔ تو جب حضور ان کی قبر میں اترے۔ تو آپ کا چہرہ انور زرد ہو گیا۔ پھر جب قبر سے باہر تشریف لائے تو خوشی سے حضور کا چہرہ انور چمکنے لگا۔ تو میں نے

عرض کیا کہ یارسول اللہ! ایسا کیوں ہوا؟ تو فرمایا کہ قبر نے میری بیٹی کو ایک مرتبہ دبوچا۔ تو مجھے دبوچنے اور عذاب قبر کا خطرہ محسوس ہونے لگا۔ پھر ایک فرشتہ نے آکر مجھے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر تخفیف فرمادی۔ تو مجھے اس سے خوشی کے ساتھ اطمینان ہوگیا قبر کا دبوچنا اس زور کا تھا کہ اس کی آواز مشرق و مغرب میں سنی گئی۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۲۳۸)

---

(۸)

اموات کو سلام و ثواب کس طرح پہنچتا ہے

اس پر اہل سنت و جماعت کے تمام اماموں کا اجماع و اتفاق ہے کہ زندوں کا سلام و دعاء اور ایصالِ ثواب مردوں کو پہنچتا ہے۔ اور ان کے لیے نفع بخش و فائدہ مند ہے۔ ہدایہ شریف میں ہے کہ

اَلْاَصْلُ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ اَنَّ الْاِنْسَانَ لَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ صَلٰوۃً اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ غَیْرَھَا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ۔

(ہدایہ ج ا ص۲۷۶ باب الحج عن الغیر)

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ انسان کے لیے جائز ہے کہ اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو پہنچا دے۔ خواہ نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ کوئی بھی عمل ہو، یہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

اب اس سلسلے میں ہم چند بزرگوں کے اقوال یہاں نقل کرتے ہیں۔ جن سے ہدایت کا نور طلوع ہوتا ہے۔ امید کہ ان سے ہر طالب حق کو روشنی ملے گی۔

ا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے ایک میت کی نماز جنازہ پر یہ دعا فرمائی جس کو میں نے یاد کر لیا کہ۔

اے اللہ! اس کو بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ اور اس کو عافیت دے۔ اور اس کی مہمانی باعزت فرما۔ اور اس کی قبر کو وسیع فرما دے۔ اور اس کو پانی اور برف اور

اولے سے دھودے اور اس کو گناہوں سے اس طرح صاف کردے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف رکھا ہے اور اس کو اس کے گھر کے بدلے میں اس سے بہتر گھر عطا فرما۔ اور اس کے اہل سے بہتر اہل اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عنایت فرما۔ اور اس کو جنت میں داخل فرما۔ اور عذاب قبر و عذاب جہنم سے اس کو اپنی پناہ میں رکھ۔

اس دعاء نبوی کو سنکر حضرت عوف بن مالک کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ تمنا ہو گئی کہ کاش اس میت کی جگہ میری میت ہوتی۔ (مشکوٰۃ جلد ا ص۱۴۵)

۲۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس آکر اس طرح کھڑے ہوتے کہ میں سمجھتا تھا کہ نماز شروع کر دی ہے۔ پھر وہ سلام عرض کرتے۔ اور واپس لوٹ جاتے۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص۴۱۷)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ بیان فرماتے ہیں کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی قبر پر گزرے۔ اور سلام کرے تو دنیا میں اس سے جان پہچان رہی ہو یا نہ رہی ہو۔ ہر حال میں قبر والا اس کے سلام کو سنتا ہے۔ اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص۴۱۷)

۴۔ حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ایک تابعی بزرگ ہیں۔ اور علم حدیث و فن قرأت کے ایک عظیم استاد ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے سیکڑوں مرتبہ سے زیادہ دیکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضۂ اقدس پر حاضر ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام کر کے گھر واپس جایا

کرتے تھے۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۷۱)

۵۔ حضرت بشر بن منصور علیہ الرحمۃ

یہ بہت ہی عظیم المرتبت محدث ہیں۔ اور عبادت وریاضت اور زہد و تقویٰ میں بھی بہت اونچا مقام رکھتے ہیں۔ روزانہ پانچ سو رکعت نوافل اور ہر تیسرے دن قرآن مجید ختم کرنا ان کا معمول تھا۔ ۱۸۰ھ میں انکا وصال ہوا۔ ان کا بیان ہے کہ طاعون (پلیگ) کے زمانے میں ایک آدمی روزانہ قبرستان جایا کرتا تھا۔ اور جنازوں پر نماز پڑھ کر گھر آتا تھا۔ پھر شام کو قبرستان جا کر یہ دعا مانگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی وحشت کا مونس بنائے اور تمہاری غربت پر رحم فرمائے۔ اور تمہاری نیکیوں کو قبول فرمائے۔ اس آدمی کا بیان ہے کہ میں ایک شام کو قبرستان نہیں گیا تو رات کو میں نے خواب دیکھا کہ ایک کثیر جماعت میرے پاس آئی۔ اور جب میں نے ان لوگوں سے پوچھا کہ کس ضرورت سے آپ لوگ میرے پاس آئے ہیں؟ تو ان لوگوں نے بتایا کہ روزانہ تمہاری دعائیں ہمارے پاس آیا کرتی تھیں۔ لیکن ایک دن تمہاری دعاؤں کا ہدیہ ہم لوگوں کے پاس نہیں آیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس خواب کے بعد کبھی میں نے قبرستان جا کر دعائیں مانگنا نہیں چھوڑا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۱۷۱)

۶۔ حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ

علی بن موسیٰ حداد کا بیان ہے کہ میں امام احمد بن حنبل کے ساتھ ایک جنازہ میں گیا۔ اور محمد بن قدامہ جوہری بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ جب میت دفن ہو گئی۔ تو ایک نابینا قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنے لگا۔ تو امام احمد بن حنبل نے اس سے کہا کہ اے فلاں! قبر کے پاس قرآن مجید پڑھنا بدعت ہے۔ پھر جب ہم لوگ قبرستان سے باہر نکل آئے۔ تو محمد بن قدامہ جوہری نے امام احمد بن حنبل سے کہا کہ آپ مبشر بن اسمٰعیل حلبی کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو امام احمد بن حنبل نے کہا کہ وہ قابل بھروسہ

اور ثقہ محدث ہیں۔ ۔۔۔ قدامہ نے پوچھا کہ وہ حدیث میں آپ کے استاذ بھی ہیں
تو امام احمد بن حنبل نے کہا کہ جی ہاں۔ تو محمد بن قدامہ نے کہا کہ مجھے مبشر بن اسمعیل حلبی نے
خبر دی ہے کہ عبد الرحمٰن بن علاء بن لجاج اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں
نے وصیت کی تھی کہ دفن کے بعد میرے سرہانے سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیتیں
پڑھی جائیں اور انہوں نے کہا کہ میں نے ابن عمر کو وصیت کرتے سنا ہے۔ یہ سنکر امام
احمد بن حنبل نے علی بن موسیٰ حداد کو بھیجا کہ جاکر اس نابینا سے کہہ دو کہ وہ قبر کے پاس
قرآن مجید پڑھا کرے۔ ...... احیاء العلوم ج ۴ ص ۴۶۱

۷۔ حضرت محمد بن احمد مروزی علیہ الرحمۃ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن
حنبل کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب
تم لوگ قبرستان جاؤ تو سورہ فاتحہ اور قل هو الله اور قل اعوذ برب الفلق اور قل
اعوذ برب الناس پڑھ کر اس کا ثواب تمام قبرستان والوں کو پہنچادو۔ تو اس کا ثواب
تمام قبر والوں کو پہنچ جائے گا۔ (احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۸)

۸۔ حضرت ابو قلابہ علیہ الرحمۃ

یہ بہت ہی جلیل الشان محدث کبیر ہیں اور بڑے
مشہور عابد بھی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ میں شام سے
بصرہ جاتے ہوئے "خندق" میں اتر پڑا۔ اور وضو کر کے میں نے دو رکعت نماز پڑھی
اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا۔ پھر میں جاگا تو صاحب قبر مجھ سے شکایت کرنے لگا
کہ تم نے آج کی رات مجھے تکلیف پہنچائی۔ پھر وہ کہنے لگا کہ تم لوگ عمل کرتے ہو اور
ہم عمل نہیں کرتے۔ سن لو تمہاری دو رکعتیں تمام دنیا کی چیزوں سے بہتر ہیں۔ پھر یہ کہا
کہ تم جاکر دنیا والوں سے ہمارا سلام کہہ دینا۔ اور یہ بھی کہہ دینا کہ تمہاری دعائیں پہاڑوں
کے مثل عظیم بن کر ہم لوگوں کے پاس آیا کرتی ہیں۔

(احیاء العلوم جلد ۴ ص ۴۱۸)

۹۔ حضرت محمد طوسی معلّم علیہ الرحمتہ

ابو بکر رشیدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد طوسی معلم کو خواب میں دیکھا تو انہوں نے فرمایا کہ ابو سعید صفار سے کہہ دینا کہ ہمارا تمہارا تو معاہدہ تھا کہ ہم ایک دوسرے کو نہیں بھولیں گے۔ تو ہم تو نہیں بدلے۔ مگر تم بدل گئے۔ میری آنکھ کھل گئی اور میں نے ابو سعید صفار سے اس خواب کا تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ کیا بتاؤں میں ہر جمعہ کو ان کی قبر کی زیارت کے لیے جایا کرتا تھا۔ اور کچھ ایصالِ ثواب کیا کرتا تھا۔ لیکن اس جمعہ کو نہیں جا سکا اسی کی ان کو مجھ سے شکایت ہو گئی ہے۔

(احیاء العلوم جلد ۴ صـ ۴۲۳)

۱۰۔ حضرت بشار بن غالب نجرانی علیہ الرحمتہ

آپ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت رابعہ بصریہ عدویہ کے لیے بکثرت دعائیں مانگا کرتا تھا۔ تو ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ اے بشار بن غالب! تمہاری دعائیں ہدیہ کی شکل میں نور کی تھالیوں میں ریشمی رومال سے چھپا کر ہمارے پاس آیا کرتی ہیں تو میں نے کہا کہ وہ کیسے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یاد رکھو زندوں کی دعائیں اموات کے لیے مقبول ہو کر نور کے طباق میں رکھ کر ریشمی کپڑے کے سرپوش سے چھپا کر مردوں کے پاس لائی جاتی ہیں۔ اور لانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ فلاں شخص کا ہدیہ ہے جو اس نے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قبر میں میت کی مثال یہ ہے کہ جیسے ڈوبتے والا فریاد کرنے والا آدمی ہر وقت قبر میں مردوں کو انتظار رہتا ہے کہ اس کے باپ یا بیٹوں یا بھائیوں یا دوستوں کی طرف سے دعاؤں اور ایصال ثواب (فاتحہ) کا کوئی ہدیہ اس کے پاس آئے گا۔ اور جب ہدیہ آجاتا ہے تو اس کو دنیا بھر کی نعمت پا جانے سے بڑھ کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴۔ صـ ۴۱۷)

ضروری سبق کاش مسلمانوں کو ان حقائق سے کچھ سبق ملتا اور انہیں عبرت حاصل ہو کر ہدایت کی روشنی اور توفیق نصیب ہوتی۔ جو اپنے ماں باپ اور بھائیوں بہنوں اور بیٹوں، بیٹیوں وغیرہ اعزہ واقرباء کو قبروں میں دفن کرنے کے بعد پھر ان کا کچھ بھی خیال نہیں رکھتے۔ نہ ان کی قبروں کی زیارت کے لیے کبھی قبرستان میں قدم رکھتے ہیں۔ نہ کبھی دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ نہ صدقہ و خیرات اور نیاز و فاتحہ کے ذریعے کبھی ایصال ثواب کرتے ہیں۔ نہ ان کے لیے کبھی قرآن خوانی کرائیں۔ نہ محتاجوں کو کھانا کھلا کر اور کپڑا پہنا کر ان کی روحوں کو ثواب پہنچائیں۔ نہ چہلم، نہ ششماہی، نہ برسی پر انہیں یاد رکھ کر ان کی فاتحہ دلائیں۔ بلکہ اب تو وہابیوں نے یہ غضب ڈھایا کہ زیارت قبور اور نیاز و فاتحہ کو قبر پرستی اور بدعت قرار دے کر مسلمانوں کو اپنے مردہ عزیزوں سے بالکل ہی رشتہ و تعلق کاٹ دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ اپنے ماں باپ اور بزرگوں کو اس طرح بھول گئے کہ کبھی بھولے سے بھی ان کو یاد نہیں کرتے۔ احسان فراموشی اور مطلب پرستی کی اس سے زیادہ گھناونی مثال اور کیا ہوگی! کہ ماں باپ اور بھائیوں بہنوں کے وارث بن کر ان کی جائیدادوں پر تو قابض ہو کر مزے اڑا رہے ہیں۔ مگر ان بزرگوں اور عزیزوں کو کبھی یاد کر کے ان کی روحوں کو کسی قسم کا ثواب نہیں پہنچاتے۔ کبھی یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے باپ داداؤں نے کتنی محنت و مشقت اٹھا کر ان مکانوں اور جائیدادوں کو بنایا ہوگا جو ہمیں مفت میں دے کر دنیا سے چلے گئے۔ تو ہم ان کا شکریہ اس طرح ادا کرتے رہیں کہ ان کی قبروں پر حاضر ہو کر کبھی کبھی فاتحہ پڑھتے اور دعاء مغفرت کرتے رہیں۔ قرآن مجید میں خداوند قدوس کا فرمان ہے کہ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ (یعنی احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہے۔ ماں باپ اور بزرگوں کا احسان تو یہ ہوا کہ انہوں نے ہم کو پالا پھر وہ ہم کو مکان و جائیداد دے گئے۔ تو ہمیں بھی لازم ہے

کہ ان کے احسانوں کا بدلہ یہ دیں کہ ان کو بھلائی کے ساتھ یاد رکھیں۔ اور ان کے لیے دعاء و استغفار کرتے رہیں۔ اور فاتحہ کے ذریعے ان کو ایصالِ ثواب اور اُن کی روحوں کو ثواب پہنچاتے رہیں۔ بہر حال ہر مسلمان کا یہ لازمی کارنامہ ہونا ہی چاہیے۔ کہ وہ اپنے ماں، باپ، دادی، دادا اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو ہمیشہ یاد رکھیں اور کبھی بھی ان کی قبروں کی زیارت اور ان کی فاتحہ و ایصال ثواب اور دعائے مغفرت و استغفار سے ہرگز ہرگز غافل نہ رہیں۔

مانو نہ مانو آپ کو یہ اختیار ہے
ہم نیک و بد جناب کو سمجھائے جائیں گے

وما علینا الا البلاغ وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی ونعم الوکیل۔

۹

دربارِ خداوندی میں حساب کس طرح ہوگا

خداوند قہار و جبار کے دربار میں بندوں کے حساب و کتاب کا منظر بہت ہی مہیب اور بے حد خوف ناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے جو بہت ہیبت ناک اور انتہائی خوف ناک ہوں گے۔ وہ اپنی کرخت آواز سے ڈانٹ کر جھڑکتے اور ہانکتے ہوئے لوگوں کو دبار خداوندی میں حاضر کریں گے۔ اور خداوند قدوس ایسے غضب و جلال میں ہوگا کہ الاماں والحفیظ! سب سے پہلے انبیاء کرام کی مقدس جماعت حساب فہمی کے لیے پیش ہوگی۔ اور اللہ عزوجل ان مقدس نفوس سے سوال فرمائے گا کہ جب تم لوگوں نے میرے احکام اپنی اپنی قوموں کو پہنچائے۔ تو تمہاری قوموں نے تم کو کیا جواب دیا؟ تو اس سوال کی عظمت و ہیبت سے انبیائے کرام کی عقلیں مبہوت ہو جائیں گی۔ اور ان کا علم اس قدر فراموش ہو جائے گا وہ کہیں گے کہ۔ ہمیں کچھ معلوم ہی نہیں۔ بے شک تمام غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔ چنانچہ ارشاد قرآنی ہے کہ۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ.

(پ ۷۔ المائدۃ۔ آیت ۱۰۹)

(یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کر کے فرمائے گا کہ تمہاری قوموں نے تمہیں کیا جواب دیا تھا؟ تو سب یہ کہیں گے کہ ہمیں کچھ معلوم نہیں بے شک سب غیب کی باتوں کو تو ہی جاننے والا ہے

حقیقت میں رسولوں کو سب کچھ معلوم تھا۔ مگر اس وقت شدت ہیبت اور جلال

نمرادوندی کی دہشت سے ان کی عقلیں خوفزدہ ہو کر مبہوت ہو چکی ہوں گی۔ اور ان کا سارا علم فراموش ہو چکا ہو گا۔ اس لیے ان کا یہ کہنا بالکل درست ہو گا کہ۔ ہمیں کچھ معلوم ہی نہیں۔ جس وقت وہ قہار و جبار حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ تہدید آمیز سوال فرمائے گا۔

ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ آیت ۱۱۶ مائدہ

کیا تم نے لوگوں سے یہ کہا تھا کہ تم لوگ مجھ کو اور میری والدہ کو اللہ کے سوا دو خدا بنا لو۔

تو اس سوال کی ہیبت و جلالت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کئی برس تک مبہوت ہو کر خاموش رہیں گے۔ پھر جب انہیں قدرے سکونِ قلب نصیب ہو گا۔ تو عرض کریں گے کہ۔

سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝

(اے اللہ) تو پاک ہے۔ میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں وہ بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہو گا۔ تو ضرور تجھے معلوم ہو گا۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے بے شک تو ہی ہے سب غیبوں کا جاننے والا

(پ ۷۔ المائدۃ آیت ۱۱۶)

انبیاء اور رسولوں کے بعد پھر فرشتوں سے حساب لیا جائے گا۔ اس شدت حساب و سوال اور خدا کے غضب و جلال کو دیکھ کر تمام امتیں خوفزدہ ہو کر لرزاں و ترساں ہو جائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو حکم فرمائے گا کہ جہنم کو حاضر کریں۔ تو بہت سے فرشتے اس کی لگاموں کو پکڑے ہوئے جہنم کو لائیں گے۔ اور جہنم چیختی چنگھاڑتی اور شور مچاتی ہوئی آئے گی۔ اور تمام خلائق اس کی چیخ و چنگھاڑ کو سنکر اس طرح سہم جائیں

گے کہ خوف وہراس اس سے بے خود ہو کر سب لوگ گھٹنوں کے بل زمین پر گر پڑیں گے پھر اللہ تعالیٰ کفار و مجرمین سے علی رؤس الاشہاد سوال فرمائے گا اور لوگوں کے اعضاء ان کے کرتوتوں کو بیان کریں گے۔ اور بھرے مجمع میں خوب خوف رسوائیاں ہوں گی۔

مؤمنین میں سے کچھ لوگوں کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیے جائیں گے تو خدا کے فضل کی بنا پر ان لوگوں سے بہت آسان حساب لیا جائے گا۔ اور کچھ لوگوں کو ان کے نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ تو ان لوگوں سے خدا کی عدل کی بنا پر بڑا سخت حساب لیا جائے گا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ۔

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ وَّ یَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ وَ اَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّ یَصْلٰى سَعِیْرًا ؕ

(پ ۳۰ - سورۃ الانشقاق)

تو وہ جس کا نامہ اعمال ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا۔ ان سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش و خرم ہو کر پلٹیں گے۔ اور وہ جن کا نامہ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا۔ وہ عنقریب موت مانگے گا۔ اور بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا۔

الغرض خداوند قہار و جبار کے دربار میں حساب اعمال کا مرحلہ نہایت ہی دلدوز بے حد خطرناک، انتہائی روح فرسا و جانسوز ہے۔ ارحم الراحمین اپنا فضل و کرم فرمائے اور تمام مومنین اہل سنت و جماعت کو اس پر خطر منزل سے سلامتی و عافیت کے ساتھ گزار کر منزل مقصود پر پہنچائے۔ اور جہنم سے نجات عطا فرما کر جنت کی دائمی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ (آمین بحرمۃ النبی الامین علیہ الصلوٰۃ والسلام ابد الآبدین برحمتک یا ارحم الراحمین)

۱۰

جہنم و جنت میں داخلہ کیونکر ہو گا

جہنم کے قیدی جہنم چونکہ غضب خداوندی اور اس کے عذاب و عقاب کا مظہر ہے اس لیے اس کے دروازے غضب الٰہی کے نشان ہیں۔ جہنمیوں کو عذاب کے فرشتے گروہ در گروہ نہایت ذلت و حقارت کے ساتھ اپنی ڈانٹ ڈپٹ اور کرخت آوازوں سے جانوروں کی طرح ہانکتے ہوئے جہنم کے پھاٹکوں کی طرف چلاتے ہوں گے اور جہنمی گروہ منہ لٹکاتے نہایت ہی غمگین و حزین صورت بنائے۔ جبکہ ان کے چہرے سیاہ اور خوف و ہراس اور مایوسی و نامرادی کی وجہ سے ان پر دھوئیں اڑ رہے ہوں گے شرم و ندامت سے سر جھکائے آنکھیں نیچی کیے ہوئے جہنم میں داخل کرنے کے لیے لائے جائیں گے اور جیسے ہی جہنم کے بڑے بڑے دروازوں پر پہنچیں گے تو پہلے فرشتوں کی لعنت و ملامت اور ان کی دھتکار و پھٹکار سنیں گے۔ پھر عذاب جہنم کے فرشتے اپنی نہایت ہی سخت و کرخت آوازوں میں ڈانٹ کر ان سے پوچھیں گے کہ کیا دنیا میں خدا کے رسول تمہارے پاس تمہیں خدا کی آیتیں سنانے۔ اور اس برے دن ڈرانے کے لیے نہیں آئے تھے؟ تو سب جہنمی اپنی سہمی اور بھرائی ہوئی آوازوں سے اپنے جرم کا اقرار کریں گے۔ اور کہیں گے کہ کیوں نہیں۔ اللہ کے رسول یقیناً ہمارے پاس آئے تھے۔ اور انہوں نے طرح طرح سے ہم لوگوں کو سمجھایا۔ اور اس دن کے عذاب سے ہمیں ڈرایا تھا۔ مگر ہماری شامت تھی کہ ہم نے ان کی صداقت اور حقانیت بھری تقریروں کو جھٹلایا۔ جس کا انجام ہم نے آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ہم پر عذاب کی بات

پوری ہو کر رہی پھر عذاب کے فرشتے یہ کہہ کر انہیں ذلت کے ساتھ جہنم میں پھینک دیں گے۔ کہ جاؤ۔ اب جہنم میں چلے جاؤ۔ جہاں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تمہیں عذابوں میں گرفتار ہو کر رہنا ہے۔ اور یہ جہنم متکبروں کا اتنا برا اور اس قدر بدترین ٹھکانا ہے کہ اس سے زیادہ برا اور اس سے بڑھ کر بدترین ٹھکانا کوئی سوچا ہی نہیں جا سکتا۔ چنانچہ قرآن مجید نے اپنے معجزانہ انداز بیان میں اس ہولناک منظر کی تصویر کشی کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۞ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۞

(پ ۲۴ - الزمر آیت ۷۱-۷۲)

اور کافر جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے گروہ گروہ۔ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے تو دروازے کھولے جائیں گے۔ اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تمہیں میں سے وہ رسول نہ آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کے ملنے سے ڈراتے تھے۔ کہیں گے۔ کیوں نہیں مگر عذاب کا قول کافروں پر برحق ہو فرمایا جائے گا۔ چلے جاؤ۔ جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ رہنے کے لیے۔ تو کیا ہی برا ٹھکانا ہے وہ متکبروں کا۔

جنت کے مہمان

جنتی اپنی اپنی سواریوں پر نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ لائے جائیں گے۔ وہ گروہ گروہ جنت کی طرف تعظیم و تکریم کے ساتھ بلائے جائیں گے اور جب اس مقدس گروہ کی رسائی جنت کے شاندار دروازوں کے پاس ہو گی۔ تو ایک دم تمام دروازے کھل جائیں گے۔ اور استقبال کرنے والے ملائکہ کی مقدس جماعت ہر طرف سے سلام و اکرام اور خوش آمدید کا نعرہ بلند کرے گی اور

جنتی نہایت ہی ہشاش وبشاش اور خوش وخرم ہو کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ کہتے ہوں گے کہ الحمد للہ! کہ خداوند تعالیٰ نے اپنا وعدہ ہمیں سچ کر دکھایا۔ اور ہمیں اس زمین جنت کا وارث بنا دیا کہ ہم جہاں چاہیں رہیں۔ تو واہ۔ واہ عمل صالح کرنے والوں کا ثواب کیا ہی خوب ہے۔ اور عرش کے گرد حلقہ باندھے ہوئے جذبہ سرور اور جوش مسرت کے ساتھ ملائکہ مقربین حمد و تسبیح الٰہی کا نعرہ لگاتے ہوں گے۔ چنانچہ قرآن مجید اپنے قدسی انداز بیان میں اس کی منظر کشی کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے کہ

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا
جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا
وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ
عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا
خَالِدِينَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ
لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ
وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ
مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ
فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝
وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ
مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ
بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ
الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

اور جو اپنے رب سے ڈرتے تھے۔ ان کی سواریاں گروہ گروہ۔ جنت کی طرف چلائی جائیں گی۔ یہاں تک کہ جب وہاں پہنچیں گے اور اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے اور اس کے داروغہ ان سے کہیں گے کہ سلام تم پر۔ تم خوب رہے تو جنت میں جاؤ ہمیشہ رہنے کے لیے۔ اور جنتی کہیں گے کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے اپنا وعدہ ہم سے سچا کیا۔ اور ہمیں زمین کا وارث کیا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی بہترین بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا۔ اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے پاس حلقہ باندھے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے ہوں گے۔ اور لوگوں میں سچا فیصلہ کر دیا جائیگا

اور (ہر طرف سے) یہی کہا جائے گا کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ 　　　　الْعٰلَمِیْنَ ۝
(پ ۲۴۔ الزمر۔ آیت ۷۵)

بہر حال دخولِ جہنم اور جنت میں داخلہ کا منظر بہت ہی عبرت خیز و نصیحت آموز ہے، ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جہنم میں لے جانے والے عقائد و اعمال سے توبہ کرے اور کبھی بھی ان اعمال کا مرتکب نہ ہو۔ اور جنت میں لے جانے والے عقائد و اعمال پر مستقیم رہ کر ان عقائد و اعمال کا زندگی بھر پابند رہے۔ کون کون سے اعمال جہنم میں لے جانے والے ہیں؟ اور کون کون اعمال صالحہ جنت میں لے جانے والے ہیں؟ اس سلسلے میں ہماری دو کتابیں، (۱) جہنم کے خطرات (۲) اور بہشت کی کنجیاں" پڑھ لینی ضروری ہیں۔ واللہ تعالیٰ ھو الموفق وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العلمین۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی ہدیۃً شائع شُدہ کُتُب

کہی ان کہی، زکوٰۃ کی اہمیت،

عصمت نبوی ﷺ کا بیان، فلسفہ اذانِ قبر،

رمضان المبارک معزز مہمان یا محترم میزبان؟

میلاد ابن کثیر، عیدالاضحیٰ کے فضائل اور مسائل

مسائل خزائن العرفان، عورت اور آزادی،

الروائح الزکیہ، ستر استغفارات،

امام احمد رضا قادری رضوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ مخالفین کی نظر میں

حضرت علامہ مولانا

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایّام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم،

فتاویٰ حج وعمرہ، نسب بدلنے کا شرعی حکم

تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار،

دعاء بعد نمازِ جنازہ، طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

ضبط تولید کی شرعی حیثیت (برتھ کنٹرول پر جامع تحریر)

ان کتب خانوں پر دستیاب ہیں

مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی

ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی

مکتبہ غوثیہ ہولسیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی

مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)

مکتبہ فیض القرآن، قاسم سینٹر، اردو بازار، کراچی 32217776

رابطے کے لئے 021-32439799، 0321-3885445

محترم المقام جناب .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت نے سال رواں کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت حکومت کے اعلان کے مطابق ڈاک کے اخراجات میں سو فیصد اضافے کی وجہ سے ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس -/100 روپے سالانہ کردی گئی ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کردیں تا کہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 4 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کرسکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، سابقہ ممبر شپ نمبر اور سیریل نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تا کہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کردیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرادیں۔

فقط

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:
جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000

سید محمد طاہر نعیمی (معاون محمد سعید رضا)
شعبہ نشر واشاعت 021-32439799
0321-3885445

نام .... ولدیت ....

مکمل پتہ ....

....

فون نمبر .... سابقہ سیریل نمبر ....

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کرسکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جاسکتی ہے۔

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح و رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دارالافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دارالافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نمازِ عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان

کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں

ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا